بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا

(پ ۲۲ ع ۳)

راہِ ایمان

جلد چہارم

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

از حضرت مولانا

ابو الحسّان محمّد رمضان علی مدظلہ قادری

پبلشرز

حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ

۶۸-۶۷، اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸، کراچی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

(پ ۲۲ ع ۳)

راہِ ایمان

جلد چہارم

ردِّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

از حضرت مولانا

ابو الحسّان محمد رمضان علی قادری

پبلشرز

حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ

۶۸-۶۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۷/۸ کراچی

نام کتاب ________ راہِ ایمان جلد چہارم

ترتیب و پیشکش ______ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ______ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تعداد	تاریخِ اشاعت
۲۵۰۰	ذیقعد ۱۴۲۷ھ دسمبر ۲۰۰۶ء

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

فہرست

ما انا علیہ واصحابی

پ ۲۱ ـــــــ تفسیر نجدی صہ ۱۱۳۲ ـــــــ سورہ الروم

آیت مبارکہ: وَلَا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعًا کل حزب بما لدیھم فرحون ٥

ترجمہ نجدی: "اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے"

تفسیر نجدی: یعنی ایمان و تقویٰ اور اقامت صلوٰۃ سے گریز کر کے مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ، یعنی جو اصل دین کو چھوڑ کر یا اس میں من مانی تبدیلیاں کر کے الگ الگ فرقوں میں بٹ گئے۔ جیسے کوئی یہودی، کوئی نصرانی کوئی مجوسی وغیرہ ہو گیا۔ یعنی ہر فرقہ اور گروہ سمجھتا ہے کہ وہ حق پر ہے اور دوسرے باطل پر۔ اور جو سہارے انہوں نے تلاش کر رکھے

ہیں جن کو وہ دلائل سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان پر خوش اور مطمئن ہیں۔ بدقسمتی سے ملت اسلامیہ کا بھی یہی حال ہوا کہ وہ بھی مختلف فرقوں میں بٹ گئی۔ اور ان کا بھی ہر فرقہ اسی زعم باطل میں مبتلا ہے کہ وہ حق پر ہے۔ حالانکہ حق پر صرف ایک ہی گروہ ہے جس کی پہچان بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دی ہے کہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والا ہوگا۔

پ ۵ ـــــــ تفسیر نجدی ص ۲۵۵ ـــــــ سورہ النساء

آیت مبارکہ: ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین

لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المومنین

نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم وساءت مصیراہ

ترجمہ نجدی: "جو شخص باوجود راہِ ہدایت کے بھی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔"

تفسیر نجدی: ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور مومنین کا راستہ

چھوڑ کر کسی اور راستے کی پیروی دینِ اسلام سے خروج ہے۔ جس پر یہاں جہنّم کی وعید بیان فرمائی گئی ہے۔ مومنین سے مُراد صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں، جو دینِ اسلام کے اوّلین پیرو اور اس کی تعلیمات کا کامل نمونہ تھے۔ اور ان آیات کے نزول کے وقت جن کے سوا کوئی گروہ مومنین موجود نہ تھا کہ وہ مُراد ہو۔ اس لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور غیر سبیل المومنین دونوں حقیقت میں ایک ہی چیز کا نام ہیں۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے اور منہاج سے انحراف بھی کفر و ضلال ہی ہے۔ بعض علماء نے سبیل المومنین سے مُراد اجماع اُمّت لیا، یعنی اجماع اُمّت سے انحراف بھی کُفر ہے۔

پ ۲۴ ______ تفسیر نجدی ص ۱۳۵۳ ______ سورہ حٰم السجدہ

آیت مُبارکہ: ان الذین یلحدون فی اٰیٰتنا لا یخفون علینا ؕ

ترجمہ نجدی : "بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں وہ کچھ ہم سے مخفی نہیں۔"

تفسیر نجدی : یعنی ان کو مانتے نہیں بلکہ ان سے اعراض، انحراف اور ان کی تکذیب کرتے ہیں۔ حضرت

ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے الحاد کے معنی کئے ہیں " وضع الکلام علیٰ غیر مواقِعہٖ " جس کی رو سے اس میں وہ باطل فرقے بھی آجاتے ہیں جو اپنے غلط عقائد و نظریات کے اثبات کے لئے آیاتِ الٰہی میں تحریف معنوی اور دجل و تلبیس سے کام لیتے ہیں۔ یہ ملحدین (چاہے کسی قسم کے ہوں) کے لئے سخت وعید ہے۔

پ ۲۱ ــــــــــ تفسیر نجدی ص۱۱۷۲-۳ ــــــــــ سورہ الاحزاب

آیت مُبارکہ: لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الاٰخر وذکر اللّٰہ کثیرا ۝

ترجمہ نجدی: "یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے۔ اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔"

تفسیر نجدی: اس سے یہ واضح ہوگیا کہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہی اپنائے گا جو آخرت میں اللہ کی ملاقات پر یقین رکھتا اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔

آج مُسلمان بھی بالعموم ان دونوں وصفوں سے محروم ہیں۔ اس لئے اسوۂ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بھی کوئی اہمیت ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ ان میں جو اہلِ دین ہیں، ان کے پیشوا، پیر اور مشائخ ہیں اور جو اہلِ دُنیا و اہلِ سیاست ہیں ان کے مرشد و رہنما آقایانِ مغرب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عقیدت کے زبانی دعوے بڑے ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مرشد اور پیشوا ماننے کے لئے ان میں سے کوئی بھی آمادہ نہیں ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

پ۳ ـــــــ تفسیر نجدی ص۱۵۶ ـــــــ سورہ آلِ عمران

آیت مبارکہ: ان منھم لفریقا یلوٗن السنتھم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب وما ھو من الکتاب و یقولون ھو من عند اللہ و یقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون ○

تفسیر نجدی: یہ یہود کے ان لوگوں کا تذکرہ ہے جنہوں نے کتابِ الٰہی (تورات) میں نہ صرف تحریف و تبدیلی کی بلکہ دو جُرم اور بھی کیئے کہ ایک تو زبان کو مروڑ کر کتاب کے الفاظ پڑھتے جس سے عوام کو خلاف واقعہ تاثر دینے میں

وہ کامیاب رہتے۔ دوسرے وہ اپنی خودساختہ باتوں کو من عند اللہ باور کراتے۔ بدقسمتی سے اُمّتِ محمدیہ کے مذہبی پیشواؤں میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی "لتتبعنّ سنن من کان قبلکم۔" (تم اپنے سے پہلی اُمتوں کی قدم بہ قدم پیروی کروگے)۔ کے مطابق بکثرت ایسے لوگ ہیں، جو دنیوی اغراض، یا جماعتی تعصب یا فقہی جمود کی وجہ سے قرآن کریم کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتے ہیں۔ پڑھتے ہیں قرآن کی آیت اور مطلب اپنا خودساختہ نکالتے ہیں۔ عوام سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے مسئلہ قرآن سے بیان کیا ہے۔ درآنحالیکہ اس مسئلہ کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

یا پھر آیات میں معنوی تحریف یا ملمع سازی سے کام لیا جاتا ہے، تاکہ باور یہی کرایا جائے کہ یہ من عند اللہ ہے۔

(اعاذنا اللہ منہ)
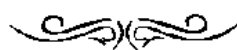
ردّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے مندرجہ بالا اقتباسات میں حسبِ دستورِ وہابیہ، غلط بیانی، فریب کاری، دجل و تلبیس، قرآن و حدیث کی تکذیب، تحریف معنوی، ملمع سازی اور قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ و حدیث شریف کی روایاتِ صحیحہ کے مطالب و مفاہیم کو اصولِ نجدیّت قرنِ الشیطانی کے مطابق ڈھالنے کی حرکتِ شیطانی کی انتہا کر دی گئی ہے تاکہ پوری اُمّتِ مسلمہ کو مشرک و کافر قرار دے سکیں۔ یہ وہابی اس قدر فریب کار ہیں کہ قرآن وحدیث میں تحریف معنوی، احکام قرآن وحدیث کی تکذیب اور خانہ ساز وہابیانہ چالبازیاں کرتے خود ہیں، لیکن ان ہی جرائم کا الزام اکابرینِ اُمّت،

محدّثین ومفسّرین اور علماءِ حق اور مشائخ پر لگاتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر نجدی ص۲-۱۱۷۲ پر آیت مُبارکہ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" کے تحت لکھا ہے۔
اس سے یہ واضح ہو گیا کہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہی اپنائے گا جو آخرت میں اللہ کی ملاقات پر یقین رکھتا اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ آج مسلمان بھی بالعموم ان دونوں وصفوں سے محروم ہیں۔ اس لئے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ کی بھی کوئی اہمیت ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ ان میں جو اہلِ دین ہیں، ان کے پیشوا، پیر اور مشائخ ہیں۔ اور جو اہلِ دُنیا و اہلِ سیاست ہیں ان کے مرشد و رہنما آقایانِ مغرب ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کے زبانی دعوے بڑے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مرشد اور پیشوا ماننے کے لئے ان میں سے کوئی بھی آمادہ نہیں ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

اور تفسیر نجدی ص۱۵۶ پر لکھا ہے: بدقسمتی سے اُمتِ محمدیہ کے مذہبی پیشواؤں میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی "لتتبعن سنن من کان قبلکم"۔ تم اپنے سے پہلی اُمتوں کی قدم بہ قدم پیروی کرو گے۔ کے مطابق بکثرت ایسے لوگ ہیں جو دنیاوی اغراض یا جماعتی تعصب یا فقہی جمود کی وجہ

سے قرآن کریم کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتے ہیں، پڑھتے ہیں قرآن کی آیت اور مطلب اپنا خود ساختہ نکالتے ہیں۔ عوام سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے مسئلہ قرآن سے بیان کیا ہے۔ درآنحالیکہ اس مسئلہ کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یا پھر آیات میں معنوی تحریف یا ملمع سازی سے کام لیا جاتا ہے تاکہ باور یہی کرایا جائے کہ یہ من عند اللہ ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔ واضح رہے کہ

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں جو الزامات پیشوایانِ اُمت مسلمہ پر لگائے گئے ہیں

بمصداق اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ان نجدیوں پر ہی صادق آتے ہیں!

حقیقتہً یہ وہ جرائم ہیں جو نجدیہ وہابیہ کا شعار ہیں، اس کا ناقابلِ تردید ثبوت خود انہی کی مرتب وشایع کردہ یہی تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ ہے۔ یہ خوارج الاصل نجدی وہابی تعلیماتِ قرآن وحدیث پر ایمان لانے اور عمل کرنے کی بجائے تعلیماتِ قرنِ الشیطان ابوالوہابیہ ابنِ عبدالوہاب نجدی پر ایمان رکھتے اور عمل کرتے ہیں۔ ان بے دین وہابیہ کا یہ پیشوا

بدنام زمانہ، ملحد، ظالم خونخوار، مسلمانوں کا قاتل، کفار کا تابعدار ابنِ عبدالوہاب نجدی ہے۔ جو نام تو کتاب وسُنّت کا لیتا تھا لیکن قرآن و حدیث پر عمل کرنے پر مرتے دم تک آمادہ نہ ہوا۔ توحید شیطانی پر عامل رہا اور اپنے پیرو کاروں کو بھی صراطِ مستقیم سے بھٹکا کر سیدھی جہنّم کو جانے والی راہ پر لگایا۔

"فالی اللہ المشتکیٰ" تفصیل کتب تفاسیرِ معتبرہ اور شروحِ حدیث مستندہ اور تواریخ مقبولہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ نیز راقم الحروف ابوالحسّان قادری نے "راہِ ایمان" (حصہ اوّل) میں مجملاً نجدیہ سعودیہ وہابیہ کا دینی اور سیاسی کردار تاریخی حوالوں سے تحریر کر دیا ہے، جس سے صحیح صورتِ حال واضح ہو جاتی ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ نجدی سعودی وہابیوں کے آقایانِ ولی نعمت اور ان کے سیاسی مُرشد و راہنما اسلام دشمن نصرانی صاحبانِ اقتدارِ حکومت برطانیہ ہیں۔ جن کی مالی اور فوجی امداد سے ابنِ سعود نجدی وہابی کو نجد و حجاز کی حکمرانی حاصل ہوئی اور برٹش گورنمنٹ اور ابنِ سعود کے مابین معاہدہ کی رو سے یہ وہابی برطانیہ سے وفاداری کے پابند ہیں۔ اور اسی کی حمایت و مدد سے تاحال نجد و حجاز پر حکمران ہیں۔ یہ شرمناک معاہدہ سات ذلّت آمیز دفعات پر مشتمل ہے جس کی

تصنیف "راہِ ایمان" دیباچہ جلد اوّل میں نقل کردیا گیا ہے۔ تاکہ نام نہاد "تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ" پڑھنے والے سیدھے سادے مسلمانوں پر وہابیوں کی اصل حقیقت واضح ہوجائے۔

سبیل المومنین۔ اجماعِ اُمّت

قال اللّٰہ عزّوجل۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نولّہٖ ماتولیٰ ونصلہٖ جھنّم وساءت مصیرًا (پ ۵ ع ۱۴)۔

"اور جو رسُول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھُل چکا اور مُسلمانوں کی راہ سے جُدا چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔"

فرمانِ الٰہی سے ثابت ہوا کہ طریقِ مسلمین ہی صراطِ مستقیم ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ وان بنی

اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق اُمتی علیٰ ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یارسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ باب الاعتصام)۔

یقیناً بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمّت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، سوائے ایک فرقہ کے سب دوزخی۔ صحابہ نے پوچھا وہ ایک کون سا فرقہ ہے یارسول اللہ؟ فرمایا کہ وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

یعنی جس فرقہ کے عقائد و اصولِ اعمال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور صحابہ علیہم الرضوان کے مطابق ہوں وہ جنّتی ہے۔ باقی سب فرقے بے دین، جہنمی۔ فرقہ ناجیہ ہونے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابۂ حضور رضی اللہ عنہم اجمعین ایمان کی کسوٹی ہیں۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انّ اللہ لا یجمع امّتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذّ

شذّ فی النّار۔ رواہ الترمذی و عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اتّبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النّار۔ رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ باب الاعتصام فصل ۲)

یقیناً اللہ تعالیٰ میری اُمّت کو، یا فرمایا اُمّتِ محمّد کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دے گا، جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دستِ کرم ہے (اس سے مراد مدد اور رحمت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جماعت کو غلطی اور دشمنوں کی ایذا سے بچائے گا) جو جماعت سے الگ رہا وہ دوزخ میں الگ ہی جائے گا۔ اور ان ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا بڑے گروہ کی پیروی کرو، کیونکہ جو الگ رہا وہ الگ ہی آگ (جہنّم) میں جائے گا۔

غور کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ عزاسمہٗ و جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ صراطِ مُستقیم، جنّت میں لے جانے والی سیدھی راہِ ایمان سبیل المومنین ہے۔ جس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پیروی میں اصحابِ رسول علیہم الرضوان گامزن ہیں۔ جو بدبخت اس سیدھی راہ سے الگ رہا وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام تاکیداً فرماتے ہیں کہ یقیناً میری اُمّت

شرک و ضلالت پر مجتمع نہ ہو گی۔ صراطِ مستقیم، سبیل المومنین کی پہچان اجماعِ اُمّت ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اجماعِ اُمّت سے انحراف کفر و ضلالت ہے۔ یہی جہنّمی فرقہ کی پہچان ہے۔

یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار خود مسلمان کہلانے والے سب سے بڑے خطرناک اسلام دشمن فرقہ نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے علمبردار بھی نہیں کر سکتے۔

چنانچہ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے ص۱۱۳۲ پر ہے:

حق پر صرف ایک ہی گروہ ہے جس کی پہچان نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتلادی ہے کہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر چلنے والا ہو گا۔

اور ص۲۵۵ پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کی پیروی دینِ اسلام سے خروج ہے۔ جس پر یہاں جہنّم کی وعید بیان فرمائی گئی ہے.... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے اور منہاج سے انحراف بھی کفر و ضلال ہی ہے۔ بعض علماء نے سبیل المومنین سے مُراد اجماعِ اُمّت لیا، یعنی اجماعِ اُمّت سے انحراف بھی کُفر ہے۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ سے بھی ثابت ہوا کہ فرقہ نجدیہ سعودیہ وہابیہ دین اسلام سے خارج، کافر، جہنمی ہے۔

اس فرقۂ نجدیہ وہابیہ کے دل اس قدر مسخ ہو چکے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے راستے اور منہاج و اجماعِ اُمّت سے انحراف کے باوجود انہیں اپنا کفر و ضلال محسوس ہی نہیں ہوتا۔ صریحاً قرآن و حدیث کی مخالفت، اللہ تعالیٰ اور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور تنقیص شان کے لئے قرآن و حدیث میں تحریف کرتے ہوئے شیخیاں بگھارتے ہیں۔

وہابیوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ تلبیس و تزویر کے جراثیم ان کے خمیر میں داخل ہیں۔ جس کا واضح ثبوت ان کی نام نہاد تفسیر قرآن سے ہی ملتا ہے۔ نجدیہ وہابیہ اپنے پیشوا قرن الشیطان ابنِ عبدالوہاب نجدی کی تقلید کا حق ادا کرتے ہوئے سلف و خلف صالحین، آئمہ اُمّت، مشائخ و علمائے دین اور ان کی پیروی کرنے والے صحیح العقیدہ مسلمانوں کو کافر و

مشرک ٹھہراتے ہیں۔ بے بنیاد الزامات لگاتے، بہتان باندھتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور اپنی ان ناپاک و مذموم حرکتوں پر فخر و تکبّر کا اظہار کرتے نہیں شرماتے۔

درحقیقت نجدی وہابی محمدّ رسُول اللہ کی رسالت و نبوّت کے مُنکر ہیں

اللہ تعالیٰ عزّ اسمہٗ وجلّ شانہٗ کا ارشاد ہے:

یاایھا الذین لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب الیم ٥ (پ۱ ع۱۲)۔

"اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور اپنے نبی سے لغور سُنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

صحابہ کرام حضور سے کچھ تعلیم و تلقین سُننے کے درمیان کبھی عرض کرتے "راعنا یارسُول اللہ! یعنی یارسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے۔ یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے"

یہود کی لغت میں یہ کلمہ سُوءِ ادب کے معنی رکھتا تھا تو انہوں

نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس ارشاد سے راعنا کہنے کی ممانعت فرمادی اور اس معنی کا دوسرا لفظ "اُنْظُرْنَا" کہنے کا حکم ہوا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ انبیاء کی تعظیم وتوقیر اور ان کے جناب میں کلماتِ ادب کہنا فرض اور جس کلمہ میں ترکِ ادب کا شائبہ بھی ہو، وہ زبان پر لانا ممنوع۔ ثابت ہوا کہ انبیاء کی جناب میں بے ادبی کفر ہے۔

منافقین کے دلوں میں عناد یہ تھا کہ حضور کی عظمت و شان سے وہ جلتے تھے، فضیلت وکمال کی کوئی برتری انہیں گوارا نہ تھی۔ ایسی تمام آیات سُن کر وہ جل بھُن جاتے تھے۔ جو جلالِ شانِ رسالت کی ترجمان ہیں۔ ان کے دلوں کی کیفیت کو قرآن مجید نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ ان کے دلوں میں (جلن) کا روگ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے رسول کی رفعت وعظمت کا اظہار کرکے) ان کے روگ میں اور اضافہ کردیا۔

نجدیہ وہابیہ کے دلوں میں بھی وہی منافقین والا روگ ہے۔ حضور کے علم وفضل کا انکار، حضور کی شانِ تصرف کا انکار، حضور کی عظمت وبرتری کا انکار، حضور کی شفاعت کا انکار،

حضور کے وسیلہ اور مددگار ہونے کا انکار۔ الغرض تمام لوازم منصب رسالت کا انکار اس طرح کے بے شمار انکاروں کے ساتھ یہ وہابی رسالت کا اقرار بھی کرتے ہیں، خود کو مسلمان مؤحدین کہتے ہیں۔ قرآن نے اس حرکت پر تنبیہہ فرمائی کہ لوازم کے انکار کے ساتھ رسالت کا اقرار کبھی جمع نہیں ہو سکتا۔

یہاں ضابطہ کے طور پر یہ بات یاد رکھئے کہ رسالت کا منکر وہی نہیں ہے جو برملا رسالت کا انکار کرتا ہے۔ بلکہ وہ بھی منکرین کے زمرے میں آتا ہے جو ایک طرف رسالت کا اقرار کرتا ہے اور دوسری طرف رسالت کے لوازم سے دل میں عناد کا جذبہ رکھتا ہے۔ ایسے لوگوں کا پردہ فاش کر کے عوام کو ان کے دل کی چوری سے باخبر کرنا کتاب الٰہی کی سُنّت ہے۔ ان کی نشان دہی اس لحاظ سے بے حد ضروری ہے کہ صحیح اسلام کو عزیز رکھنے والے ان کے فریب سے اپنے آپ کو بچائیں۔

اللہ تعالیٰ نے

حزب الشیطان کی پہچان

کرانے کے لئے فرمایا: استحوذ علیھم الشیطان

فانساھم ذکر اللہ اولٰئك حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون ٥ ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولٰئك فی الاذلین ٥ (پ ۲۸ ع ۳)۔

اُن پر شیطان غالب آگیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی۔ وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ سنتا ہے؟ بے شک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے (کہ جنت کی دائمی نعمتوں سے محروم اور جہنم کے ابدی عذاب میں گرفتار) بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔"

نیز اللہ عزاسمہٗ وجل جلالہٗ نے فرمایا: "ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین ٥" توحیدِ الٰہی اور عقیدۂ آخرت کے اقرار کے باوجود اس آیت میں مومن ومسلمان ہونے کی واضح طور پر نفی کردی گئی ہے۔ نیز فرمایا۔ اذا جاءك المنافقون قالوا نشھد انك رسول اللہ واللہ یعلم انك لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقون لکاذبون ٥ اس آیت میں تو ان کے نمائشی اسلام کا پردہ اس طرح چاک کردیا گیا ہے کہ ایک تار بھی نہیں چھوڑا گیا۔ غور طلب امر یہ ہے کہ

وہ کس بات میں جھوٹے ہیں۔ رسول تو اپنی جگہ پر یقیناً رسول ہیں۔ پھر آخر ان کا جھوٹ کیا ہے؟

مفسرین فرماتے ہیں کہ دراصل وہ جھوٹے اپنی شہادت میں ہیں یعنی اپنے ضمیر کے عقیدے کے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ دل میں انکار ہے زبان پر اقرار ہے۔ ایسا اقرار یقیناً ایک جھوٹے آدمی کا اقرار ہے، لہٰذا یہ اقرار جھوٹا ہے۔ قرآن کی اس تنبیہ سے معلوم ہوا کہ دل کی چوری پکڑی جانے کے بعد زبان کا کلمہ بھی کلمہ نہیں رہ جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دل میں عناد رکھ کر کوئی لاکھ اقرار کرلے وہ منکرین ہی کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر، سرکارِ دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں خالق و مالک کائنات اللہ تعالیٰ جل جلالہ، وعم نوالہ کا فرمایا ہوا یہ عظیم الشان فرمان درج کر دیا جائے جو حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا۔

خلقت لاعرفهم كرامتك ومنزلتك عندى

ولولاك ماخلقت الدنيا۔ (ابنِ عساکر اور مواہب اللدنیہ)

"اے میرے محبوب! میں نے خلق کو اس لئے پیدا فرمایا کہ جو عزّت و منزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں انہیں اس کی پہچان کرادوں۔ اور اے میرے حبیب! اگر تم نہ ہوتے تو میں دُنیا کو پیدا نہ کرتا۔"

ع اندھے نجدی دیکھ لے عظمت رسول اللہ کی

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا
علیٰ حبیبك خیر الخلق كلهم

قرآن و حدیث سے واضح ہوا کہ سرکارِ دو عالم کی فضیلت وعظمت سے جلنے والے حضور کی نبوّت و رسالت کے لوازم کے منکر نجدی وہابی حزب الشیطان ہیں، منکرینِ رسالت ہیں، دعوائے اسلام میں جھوٹے منافق ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہی کے بارے میں فرمایا ہے:

"یخرجون الاسلام کما یخرج السھم من الرمیۃ۔"
اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔

اللہ عزّاسمہٗ وجلّ شانہٗ نے حزب اللہ کی پہچان کرانے کے لئے فرمایا

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاٰخر یوادّون من حادّ اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنّٰت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولٰئک حزب اللہ الآ انّ حزب اللہ ھم المفلحون ہ (پ ۲۸ ع ۳)۔

"تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ وہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی (یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کریں) اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں

میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں، ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی (بہ سبب ان کے ایمان و اخلاص و طاعت کے) اور وہ اللہ سے راضی (اس کی رحمت و کرم سے) یہ اللہ کی جماعت ہے، سُنتا ہے ؟ اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بد دینوں اور بد مذہبوں اور خُدا اور رسُول کی شان میں گستاخی کرنے اور بے ادبی کرنے والوں سے مؤدت و اختلاط جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے جنگِ اُحد میں اپنے باپ جراح کو قتل کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روزِ بدر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو مبازرت کے لئے طلب کیا لیکن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی اور مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمیر کو قتل کیا۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو روزِ بدر قتل کیا۔ اور حضرت علی ابن ابی طالب و حمزہ و ابوعبیدہ نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا۔

جو ان کے رشتہ دار تھے۔ خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو قرابت اور رشتہ داری کا کیا پاس۔ (تفسیر خزائن العرفان)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لا یومن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین ۝ (صحیح مسلم، صحیح بخاری، مشکوٰۃ)

"اے مسلمانو! تم میں سے کوئی صحیح مومن نہیں ہو سکتا جب تک میری محبت اس کے دل میں اس کے باپ اور اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔"

علامہ محمد اقبال کے دو شعر درج ذیل ہیں۔

روحِ ایماں مغزِ قرآں جانِ دین
ہست حُبِّ رحمۃ اللعالمین!

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے لئے رحمت بنایا ہے، ان ہی کی محبت ایمان کی روح ہے، ان ہی کی محبت قرآن کا مغز ہے، ان ہی کی محبت دین کی جان ہے۔

بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بُو لہبی است!

”خود کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا
کہ تمام تر دین وہی ہیں، اگر تو اُن تک نہ پہنچا تو
تیرے مومن مسلمان ہونے اور اعمالِ صالحہ کرنے
کے تمام تر دعوے باطل نامقبول اور مردود ہیں۔
تیری یہ روش سراسر بُولہبی ہے کہ تیرے دل میں
بُولہب کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی دشمنی اور بُغض و عناد بھرا ہوا ہے اور ایمان
سے خالی ہے“

قرآن مجید اور حدیث شریف کے ارشادات مبارکہ سے
چمکتے سورج کی طرح یہی واضح ہوتا ہے کہ

اعمال صالح کے لئے ایمان اور ایمان کیلئے رسول اللہ کی محبت و ادب و تعظیم شرط ہے

قال عزّوجل: من عمل صالحًا من ذکر او
انثیٰ وھو مومن فلنحیینّہٗ حیٰوۃ طیّبۃ و
لنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون ہ

(پ ۱۴، ع ۱۹)

"جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان
(یہ ضروری شرط ہے کیونکہ کفار کے اعمال بے کار
ہیں۔ عمل صالح کے موجب ثواب ہونے کے لئے
ایمان شرط ہے)۔ تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں
گے۔ (دنیا میں رزقِ حلال اور قناعت عطا فرما کر
اور آخرت میں جنّت کی نعمتیں دے کر) اور ضرور
انہیں ان کا نیگ دیں گے جو ان کے سب سے
بہتر کام کے لائق ہوں۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تہتّر
فرقوں میں سے نجات پانے والے ایک ناجی فرقے کی
پہچان یہ ہے کہ نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو اس راستے
پر چلنے والا ہوگا "ما انا علیہ و اصحابی" جس پر میں اور میرے
اصحاب چل رہے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین)۔

اس حدیث کی تشریح میں حضرت استاذ المحدثین ملّا علی
قاری علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ من الاعتقاد والقول والفعل۔
یعنی جنتی فرقہ وہ ہے جس کے عقائد اقوال وافعال صحابہ کے
عقائد، اقوال وافعال کے مطابق ہوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں میں رسُول کی محبت تھی۔

عظمت تھی، حضور کا ادب تھا، حضور کی تعظیم تھی۔ ان پاک بازوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ثابت ہوا کہ ایمان شرط ہے اور اعمالِ صالح مشروط ہیں۔ اور یہ مسلّم ہے کہ مشروط شرط کا محتاج ہوتا ہے لیکن شرط مشروط کی محتاج نہیں۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے "اذا فات الشرط فات المشروط"۔ تو جس کا عقیدہ یعنی ایمان درست نہ ہو تو اذا فات الشرط فات المشروط کے مطابق وہ ساری عمر اعمالِ صالحہ بجالاتا رہے، اس کا کوئی عمل صالح مقبول نہیں۔ لیکن ایمان یعنی عقیدہ درست رہے، اعمالِ صالحہ میں کوتاہی ہو تو اس کی مغفرت ونجات کی اُمید کی جاسکتی ہے۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ لکھنے لکھانے والے اور ان کے پیروکار وہابیوں کے دلوں میں نہ رسول کی محبت ہے، نہ عظمت ہے، نہ حضور کا ادب ہے، نہ ہی حضور کی تعظیم ہے۔ لوازم نبوّت ورسالت کے مُنکر ہیں۔ یہ اشقیاء ازلی سارے وہابی، صحابہ کے عقائد، اقوال وافعال کو شرک وکفر قرار دیتے ہیں۔ صراطِ مستقیم ما انا علیہ واصحابی کے صریحاً مخالف ہیں۔ ان کا دعوائے اسلام سراسر منافقت ہے۔ ان کا گروہ

حزب الشیطان ہے۔ اور قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:۔ ان الذین یحادون اللہ ورسولہ اولٰئک فی الاذلین ٥ بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں ۔ اعاذنا اللہ منہ۔

نیز اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے: ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعد لھم عذابا مھینا (پ ۲۲ ع ۴) ۔ "بے شک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ ایذاء سے پاک ہے اسے کوئی ایذا نہیں دے سکتا مگر رسول اللہ کی شان میں گستاخی و توہین کو اپنی ہی ایذا فرمایا ہے۔ اس آیت سے واضح ہوا کہ جو کوئی کسی بھی طرح شانِ رسالت میں تنقیص و توہین کرتا ہے اس سے حضور کو ایذاء پہنچتی ہے جس کی وجہ سے وہ دُنیا و آخرت میں ملعون اور ذلت کے عذاب کا سزاوار بن جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں ازاوّل تا آخر بڑی دیدہ دلیری

کے ساتھ علی الاعلان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کی گئی ہے۔ اور رسول اللہ کی شان میں تنقیص و توہین کر کے اللہ کے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینے کی شیطانی حرکتوں کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ اس کی پاداش میں یقیناً

تفسیر نجدیہ لکھنے لکھانے والے سب سے زیادہ ذلیل، ملعون اور ذلّت کے عذاب کے سزوار ہیں

ذیل میں تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے چند اقتباس بطورِ مُشتے نمونہ از خروارے نقل کئے جاتے ہیں جن سے ان اشقیاء ازلی نجدیہ وہابیہ کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت، منافقت، کینہ اور بُغض و عناد کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ خوارج الاصل وہابیہ کی خاص علامت جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ:

"یہ لوگ کُفّار کی مذمت اور بُتوں کی تردید کے لئے نازل شدہ آیات قرآن کو مسلمانوں پر چسپاں

کرتے ہیں۔" من وعن اُن ہی پر صادق آتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

تفسیر نجدیہ سعودیہ ص۱۰۲۹ پر آیت مبارکہ:

اذ قال لهم اخوهم هود الا تتقون ہ

ترجمہ نجدی : جب کہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں ؛

تفسیر نجدی: ہود علیہ السلام کو بھی عاد کا بھائی اس لئے کہا گیا ہے کہ ہر نبی اُسی قوم کا فرد ہوتا تھا جس کی طرف اسے مبعوث کیا جاتا تھا اور اسی اعتبار سے انہیں اس قوم کا بھائی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ آگے بھی آئے گا اور انبیاء و رُسل کی یہ "بشریت" بھی ان قوموں کے ایمان لانے میں رکاوٹ بنی رہی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ نبی کو بشر نہیں، مافوق البشر ہونا چاہیئے۔

آج بھی اس مسلمہ حقیقت سے بے خبر لوگ پیغمبر اسلام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مافوق البشر باور کرانے پر تُلے رہتے ہیں، حالانکہ وہ بھی خاندانِ قریش کے ایک فرد تھے جن کی طرف ان کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

نیز تفسیر نجدیہ سعودیہ ص۱۱۳۳ پر آیت مبارکہ ام انزلتم

علیهم سلطانا فهو یتکلم بما کانوا به یشرکون ہ

(پ۲۱ سورہ روم)

ترجمہ نجدی : کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل نازل کی ہے جو اسے بیان کرتی ہے جسے یہ اللہ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں۔

تفسیر نجدی : یہ استفہام انکاری ہے یعنی یہ جن کو اللہ کا شریک گردانتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں، یہ بلا دلیل ہے، اللہ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ بھلا اللہ تعالیٰ شرک کے اثبات و جواز کے لئے کس طرح کوئی دلیل اُتار سکتا تھا۔ جب کہ اس نے سارے پیغمبر بھیجے ہی اس لئے تھے کہ وہ شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کریں۔ چنانچہ ہر پیغمبر نے آکر سب سے پہلے اپنی قوم کو توحید ہی کا وعظ کیا اور آج اہلِ توحید مسلمانوں کو بھی نام نہاد مسلمانوں میں توحید و سُنّت کا وعظ کرنا پڑ رہا ہے۔ کیونکہ مسلمان عوام کی اکثریت شرک و بدعت میں مُبتلا ہے۔ ھداھم اللہ تعالیٰ۔ اور

پ۲۸ ــــــ تفسیر نجدیہ سعودیہ ص۱۵۸۵ ــــــ سورۃ التغابن

آیت مبارک: ذلك بانه كانت تاتیهم رسلهم
بالبینات فقالوا ابشر یهدوننا فكفروا وتولوا
واستغنی الله والله غنی حمید ٥

ترجمہ نجدی: "یہ اس لئے کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے کہہ دیا کہ کیا انسان ہماری رہنمائی کرے گا؟ پس انکار کر دیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ نے بھی بے نیازی کی اور اللہ تو ہے ہی بہت بے نیاز سب خوبیوں والا۔"

تفسیر نجدی: ذالک یہ اشارہ ہے اس عذاب کی طرف جو دنیا میں انہیں ملا اور آخرت میں بھی انہیں ملے گا۔ یہ ان کے کفر کی علت ہے کہ انہوں نے یہ کفر جو ان کے عذاب دارین کا باعث بنا اس لئے اختیار کیا کہ انہوں نے ایک بشر کو اپنا ہادی ماننے سے انکار کر دیا، یعنی ایک انسان کا رسول بنا کر لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے آنا ان کے لئے ناقابلِ قبول تھا، جیسا کہ آج بھی اہلِ بدعت کے لئے رسول کو بشر ماننا نہایت گراں ہے۔

آیت مبارکہ: وما محمد الا رسول قد خلت من
قبلہ الرسول افان مات او قتل انقلبتم
علی اعقابکم۔

ترجمہ نجدی: (حضرت) محمد صرف رسول ہی ہیں، ان
سے پہلے بہت سے رسول ہو چکے ہیں، کیا
اگر ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں
تو تم اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ
گے؟

تفسیر نجدی: محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہیں یعنی
ان کا امتیاز بھی وصف رسالت ہی ہے۔ یہ نہیں کہ
وہ بشری خصائص سے بالاتر اور خدائی صفات سے
متصف ہوں کہ انہیں موت سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

پ ۳۰ ــــــــ تفسیر نجدیہ وہابیہ ص ۱۶۷۳ ــــــــ سورہ النبا

آیت مبارکہ: عَمَّ یتساءلون عن النبإ العظیم ہ

ترجمہ نجدی: "یہ لوگ کس چیز کے بارے میں پوچھ گچھ
کر رہے ہیں"۔

تفسیر نجدی: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعت نبوت سے

نوازا گیا اور آپ نے توحید، قیامت وغیرہ کا بیان فرمایا اور
قرآن کی تلاوت فرمائی تو کفار و مشرکین باہم ایک دوسرے
سے پوچھتے کہ یہ قیامت کیا واقعی ممکن ہے؟ جیسا کہ یہ
شخص دعویٰ کر رہا ہے یا یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے
نازل کردہ ہے جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتا ہے۔
مزید دیکھئے۔

پ ۲۷ ــــــ تفسیر نجدیہ سعودیہ ص ۱۴۹۴ ــــــ سورہ النجم

آیت مبارکہ: ومنٰوۃ الثالثۃ الاخریٰ ہ

ترجمہ نجدی: اور منات تیسرے پچھلے کو۔

تفسیر نجدی: قرون اولیٰ کے بہت بعد ایک مرتبہ پھر عرب
میں شرک کے یہ مظاہر عام ہو گئے تھے، جس کے
لئے اللہ تعالیٰ نے مجدد الدعوۃ شیخ محمد بن عبد الوہاب کو توفیق
دی۔ انہوں نے درعیہ کے حاکم کو اپنے ساتھ ملا کر قوت کے
ذریعے سے ان مظاہر شرک کا خاتمہ فرمایا اور اسی دعوت کی
تجدید ایک مرتبہ پھر سلطان عبد العزیز والی نجد و حجاز موجودہ
سعودی حکمرانوں کے والد اور اسی مملکت کے بانی نے کی۔
اور تمام پختہ قبروں اور قبّوں کو ڈھا کر سنّت نبوی صلی اللہ علیہ

وسلم کا احیاء فرمایا۔ اور یُوں الحمدللہ اب پُورے سعودی عرب میں اسلامی احکام کے مطابق نہ کوئی پُختہ قبر ہے اور نہ کوئی مزار۔

مندرجہ بالا اقتباسات میں مندرجہ ذیل غلط بیانیاں اور قرآن و حدیث کے ارشادات مبارکہ کی مخالفت اور شانِ رسالت میں تنقیص و توہین کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کو مُشرک و کافر ٹھہرانے کی خاطر ان پر کُفار کی تردید میں نازل شُدہ آیات مبارکہ کو چسپاں کیا گیا ہے۔

۱۔ سرورِ کونین باعثِ ایجادِ عالم محبوبِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو خاندانِ قریش کا ایک عام طرح کا آدمی اور ان کا بھائی لکھا گیا ہے۔

۲۔ مسلمانوں پر یہ بہتان باندھا گیا ہے کہ جس طرح گذشتہ انبیاء کی قومیں اس خیال سے کہ نبی کو بشر نہیں مافوق البشر ہونا چاہیئے، ان انبیاء کی قومیں ان پر ایمان نہ لاکر کافر ہیں، اسی طرح مسلمان بھی رسول اللہ کو بشر نہیں مانتے، حضور کو مافوق البشر باور کرانے پر تُلے رہتے ہیں، اس لئے یہ مسلمان بھی کافر ہیں۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاندانِ قریش کے ایک فرد تھے جن کی طرف اولاً ان کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

یعنی حضور خاندانِ قریش میں پیدا ہونے سے پہلے نبی نہیں تھے، عام بشر قریشی فرد تھے۔

۴۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں آنے کے بعد (یعنی چالیس برس کی عمر میں) خلعتِ نبوّت سے نوازا گیا۔

۵۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی ہیں۔ یعنی اُن کا امتیاز بھی وصفِ رسالت ہی ہے۔ یہ نہیں کہ وہ بشری خصائص سے بالاتر ہوں۔

۶۔ قرونِ اولیٰ کے بہت بعد سرزمین عرب نجد و حجاز میں شرک کے مظاہر عام ہو گئے تھے۔ ابنِ عبدالوہاب نے درعیہ کے حاکم کو اپنے ساتھ ملا کر قوّت کے ذریعے ان مظاہرِ شرک کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد موجودہ حکمرانوں کے باپ سلطان عبدالعزیز نے پورے سعودی عرب میں تمام پختہ قبروں اور قبّوں کو ڈھا کر سنّتِ نبوی کا احیاء کیا۔ اب پورے سعودی عرب میں اسلامی احکام کے مطابق نہ کوئی پختہ قبر ہے اور نہ کوئی مزار۔

ذیل میں فقیر ابوالحسّان قادری غفرلہٗ بعونہٖ تعالیٰ و بعونِ رسولہٖ الاعلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، نام نہاد تفسیر نجدیہ

سعودیہ وہابیہ میں کی گئی ان خلافِ حقیقت کفریہ شیطانی بکواسیات وہفوات کی مکمل تردید بدلائلِ قاہرہ تحریر کردیتا ہے تاکہ حق کا بول بالا اور باطل کا مُنہ کالا ہو۔

پوری تفسیر نجدیۂ قرآن و حدیث کی تکذیب و تردید اور صراطِ مستقیم ماانا علیہ واصحابی کو شرک وکفر قرار دینے کی ملعون کوشش ہے

چنانچہ قرآن فرماتا ہے قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین ٥

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نُور آیا اور روشن کتاب۔"

"نُور" محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور روشن کتاب قرآن مجید ہے۔ حدیث میں ہے محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: انا من نور اللہ والخلق کلھم من نوری میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نُور سے ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ میں نے تمام انبیاء علیہم السلام سے محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد

لیا۔ اس سے واضح ہوا کہ حضور تمام انبیاء سے قبل محمد رسول اللہ تھے۔ حضور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق سے پہلے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ تمام صحابہ کرام اور پوری اُمّت محمدیہ کا اس پر اجماع ہے۔

لیکن اشقیاء ازلی نجدی وہابی اپنی نام نہاد تفسیر میں ان تمام باتوں کی تردید کرتے اور ان امور کے ماننے والے سب مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔ فقیر پہلے بھی مفصلاً تحریر کر چکا ہے آئندہ اوراق میں مزید لکھ کر نجدیہ کی خباثتوں اور ابلیسانہ حرکتوں کی قلعی کھول دے گا۔ (ان شاء اللہ)

بحیثیت نور من نور اللہ محمد رسول اللہ پیدائش آدم سے ہزاروں سال پہلے موجود تھے اس دنیا میں بشریت کے لباس میں تشریف لائے

قال اللہ عزّوجل۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ

قال ءاقررتم واخذتم علٰی ذالکم اصری قالوا
اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشّٰھدین ۝
فمن تولّٰی بعد ذٰلک فاولٰٓئک ھم الفاسقون ۝

(پ ۳۔ ع ۱۷)۔

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔
(حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے حضرت آدم
اور ان کے بعد جس کسی کو نبوّت عطا فرمائی ان سے سیّد
انبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور
ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں
سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ ان پر
ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں، اس سے ثابت ہوا کہ
حضور تمام انبیاء سے افضل ہیں)۔ جو میں تم کو کتاب اور
حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول
(یعنی سید عالم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ تمہاری
کتابوں کی تصدیق فرمائے (اس طرح کہ ان کے صفات
واحوال اس کے مطابق ہوں جو کتب انبیاء میں بیان
فرمائے گئے ہیں)۔ تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور
اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا

بھاری ذمّہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ تو جو کوئی اس (عہد) کے بعد پھرے اور آنے والے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے سے اعراض کرے) تو وہی لوگ فاسق ہیں" اس آیہ مبارکہ سے واضح ہوا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عامہ ساری خلق اور انبیاء اور ان کی ساری اُمّتوں کے لئے ہے۔ سب حضور کے اُمّتی ہیں !

قال الشیخ تقی الدین السبکی فی کتابہ (التعظیم والمنۃ) فی لتؤمننّ بہٖ ولتنصرنّہ بہٖ من التنویہ بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وتعظیم قدرہ العلی مالا یخفی، وفیہ مع ذالك انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانھم یکون الامر مرسلًا الیھم، فتکون نبوّتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق

من زمن آدم الى يوم القيامة وتكون الانبياء و
امهم كلهم من امته ويكون قوله بعثت
الى الناس كافة لا يختص به الناس من زمانه
الى يوم القيامة، بل يتناول من قبلهم ايضًا
ويتبين بذلك معنى قوله صلى الله عليه وسلم
وكنت نبيا وآدم بين الروح والجسد وان من
فسره بعلم الله بانه سيصير نبيا لم يصل الى
هذا المعنى لان علم الله محيط بجميع الاشياء
ووصف النبي صلى الله عليه وسلم بالنبوة فى
ذلك الوقت ينبغى ان يفهم منه انه امر ثابت
له فى ذلك الوقت ولهذا رأى آدم اسمه مكتوبًا
على العرش (محمد رسول الله) فلابد ان يكون
ذلك معنى ثابتا فى ذلك الوقت ولوكان المراد
بذالك مجرد العلم بما سيصير فى المستقبل
لم يكن له خصوصية بانه نبى وآدم بين الروح
والجسد لان جميع الانبياء يعلم نبوتهم
فى ذلك الوقت وقبله فلابد من خصوصية النبى
صلى الله عليه وسلم لاجلها اخبر بهذا الخبر

اعلاما لامتہ لیعرفوا قدرہ عند اللہ تعالیٰ فیحصل الخیر بذلك۔ (الخصائص الکبریٰ ص۸-۹ جلد اوّل)۔

ترجمہ: شیخ تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ اپنی ایک تصنیف میں "لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی عظمتِ شان بیان کی گئی ہے اور اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ آپ گزشتہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں مبعوث ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان انبیاء کے بھی مرسل ہوتے۔ کیونکہ آپ کی نبوت و رسالت تمام زمانوں اور تمام مخلوقات پر محیط اور شامل ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا" میں تمام مخلوقات کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ اسی تمام مخلوقات کی تعبیر میں صرف آئندہ آنے والی مخلوقات ہی نہیں بلکہ گزشتہ مخلوقات بھی شامل ہیں، جبھی تو فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم (علیہ السلام) روح وجسم کے درمیان تھے۔ بعض اہلِ علم نے اس حدیث کا "کہ میں اس وقت بھی نبی تھا، جب آدم روح وجسم کے درمیان تھے"، مطلب یہ بیان کیا

ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کے علم میں اس وقت بھی نبی تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم تو تمام اشیاء اور تمام واقعات کو محیط ہے۔ خلق آدم سے پہلے آپ کی نبوت کا بطورِ خاص تذکرہ صرف علمِ الٰہی کے بیان کے لئے نہیں ہے، بلکہ یہ بتانا ہے کہ اس وقت آپ کی نبوت متحقق ہو چکی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرش پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ اگر یہ مفہوم مراد لیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے علم میں آئندہ نبی بننے والے تھے تو یہ صرف آپ کی خصوصیت نہیں بلکہ تمام انبیاء ہی خدا کے علم کے مطابق آئندہ نبی بننے والے تھے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت تھی کہ آپ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے پہلے مقامِ نبوت پر سرفراز کیا گیا، پھر اس خصوصیت کا اہمیت کے ساتھ اعلان کیا گیا تاکہ آپ کی اُمت آپ کے مقامِ بلند سے روشناس ہو جائے اور یہ اُمت کے لئے خیر و برکت کا باعث ہو۔" الی آخرہٖ

(خصائص کبریٰ جلد اول ص ۹-۸)

رسول اللہ کی تخلیق اور آپکی نبوت تمام انبیاء کی تخلیق اور نبوّت پر مقدم ہے اور عہدِ الست میں سب سے پہلے آپ نے بلیٰ فرمایا ہے

اخرج ابن ابی حاتم فی تفسیرہٖ وابو نعیم فی الدلائل من طرق عن قتادۃ عن الحسن عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فی قولہٖ تعالیٰ۔ واذا اخذنا من النبیین میثاقھم۔ الآیہ۔ قال کنت اول النبیین فی الخلق واٰخرھم فی البعث فبدأ بہٖ قبلھم۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابو نعیم نے اپنی کتاب "الدلائل" میں قتادہ، حسن اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہم) سے بطرق متعددہ یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے واذا اخذنا من النبیین میثاقھم (الآیہ)۔ کی تفسیر میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء سے پہلے پیدا فرمایا اور سب کے آخر میں مبعوث فرمایا۔ اسی لئے خدا نے

مجھ سے میثاق بھی سب سے پہلے لیا ہے۔

واخرج ابوسهل القطان فی جزء من اماليه عن سهل بن صالح الهمدانی قال سألت اباجعفر محمد بن علی کیف صار محمد صلی الله علیه واله وسلم یتقدم الانبیاء وهو اٰخر من بعث؟ قال ان الله تعالٰی لما اخذ من بنی ادم من ظهورهم ذریاتهم واشهدهم علٰی انفسهم الست بربکم؟ کان محمد صلی الله علیه وسلم اول من قال بلٰی ولذالک صار یتقدم الانبیاء وهو اٰخر من بعث (خصائص کبریٰ جلد ۱ ص۷)۔

ابوسہل قطان نے اپنی ''امالی'' میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے کیونکر مقدم ہو گئے، جب کہ آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے اُن کی تمام نسلیں پیدا فرمائیں تو ان سب سے گواہی لی کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ اس پر سب سے پہلے حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "بلیٰ" کہا۔ اس لئے آپ تمام انبیاء پر مقدم ہیں اگرچہ آپ کی بعثت سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

واخرج احمد والبخاری فی تاریخہ والطبرانی والحاکم والبیھقی وابونعیم عن میسرۃ الفجر قال قلت یارسول اللہ متیٰ کنت نبیاً قال وآدم بین الروح والجسد۔ (خصائص کبریٰ جلد۱ ص۸)

امام احمد و امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابونعیم (محدثین علیہم الرحمہ) حضرت میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا، یارسول اللہ! آپ کب نبی بنائے گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب (حضرت) آدم (علیہ السلام) روح اور جسم کی درمیانی حالت میں تھے۔

وعن العرباض بن ساریۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ ورویا امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج لھا نورا اضاء لھا منہ قصور الشام رواہ فی شرح

السنة ورواه احمد بن ابی عمامۃ من قولہ سا خبر کم

الیٰ اخرہٖ (مشکوٰۃ)

روایت ہے حضرت عرباض بن ساریہ سے (رضی اللہ عنہ) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا، میں اللہ کے نزدیک آخری نبی لکھا ہوا تھا جب کہ آدم (علیہ السلام) اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے۔ (یہاں لکھنے سے لوح محفوظ میں لکھنا مراد نہیں۔ بلکہ کوئی خاص تحریر اور ہے جو عالم ارواح میں مشہور کرنے کے لئے لکھی گئی تھی ۔ وہاں حضور انور کو سب جانتے پہچانتے تھے اس تحریر وغیرہ کی وجہ سے، خمیر میں لوٹنے کے معنی یہ ہیں کہ ابھی اس میں روح نہیں پھونکی گئی۔ خمیر میں سکھایا جارہا تھا۔ میں تم کو اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں میں دعاء ابراہیم (علیہ السلام) ہوں۔ بشارت عیسیٰ (علیہ السلام) ہوں۔ (یعنی قرآن مجید میں جو دعا مذکور ہے "ربنا وابعث رسولاً منہم"۔ اور اسی قرآن میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت مذکور ہے، میں وہی ہوں۔ ورنہ بہت نبیوں نے آپ کی دعائیں مانگی ہیں اور قریباً سارے نبیوں نے آپ کی بشارتیں دی ہیں)، میں اپنی ماں کا وہ نظارہ

ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ اُن کے سامنے ایک نُور ظاہر ہوا جس سے ان کے لیئے شام کے محل چمک گئے۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سیّد وُلدِ آدم یوم القیامۃ ولا فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبیٍّ یومئذ آدم فمن سواہ الّا تحت لوائی وانا اوّل من تنشق عنہ ولا فخر (رواہ الترمذی مشکوٰۃ)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں، فخر یہ نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا، فخر یہ نہیں کہتا۔ اس دن کوئی نبی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہوگا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو۔ اس دن میں پہلا ہوں جس سے زمین کھُلے گی، فخر یہ نہیں کہتا۔"
(یعنی یہ فضائل بطورِ فخر یہ نہیں بلکہ حقیقت بیان کرتا ہوں)۔

وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول النّاس خروجا اذا بُعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفعھم

اذا اُحْبِسُوا وانا مُبَشِّرُهُم اِذا یَئِسُوا الکرامۃ و
المفاتیح و یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ
بیدی وانا اکرم وُلْدِ آدَمَ عَلٰی ربی یطوف عَلَیَّ الف
خادم کَاَنَّہُمْ بَیْضٌ مکنون او لُؤلُؤٌ منثور، رواہ
الترمذی والدارمی (مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت میں قبریں کھلیں گی اور مدفون نکلیں گے زندہ ہو کر" ان سب میں پہلے ہم قبر انور سے باہر آئیں گے۔ اور جب لوگ وفد بنیں گے تو ہم ان کے پیشرو ہوں گے۔ (قرآن کریم فرماتا ہے یوم نحشر المتقین اِلَی الرحمٰن وفدا و نسوق المجرمین الیٰ جھنم وردا۔) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن متقی مومن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وفد اور نمائندوں کی صورت میں اس سے ملنے کے لئے حاضر ہوں گے۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سب کے پیشوا اور پیشرو ہوں گے۔ حضور ہی کے ذریعے لوگ رب تعالیٰ سے ملیں گے۔ حضور ہی ان سب کی طرف سے عرض معروض کریں گے، حضور ہی اللہ تعالیٰ کا جواب لوگوں کو سُنائیں گے)۔ اور لوگ جب خاموش ہوں گے ہم ان کے خطیب ہوں

گے اور جب لوگ رد کے ہوئے ہوں گے تو ہم اُن کی شفاعت کرنے والے ہوں گے، لوگ جب مایوس ہوں گے تو ہم انہیں بشارت دینے والے ہوں گے۔ اس دن عزت اور کنجیاں ہمارے ہاتھ میں ہوں گی۔ (یعنی اس دن نبیوں، ولیوں کو عزت، گنہگاروں کو بخشش، سیاہ کاروں کو معافی میرے ذریعے سے ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کے لاکھوں خزانے ہیں۔ ہر خزانہ میں کروڑوں رحمتیں، ان سب خزانوں کی چابیاں حضور کے ہاتھ میں ہوں گی) حمد کا جھنڈا اس دن ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔ میں ساری اولاد آدم (علیہ السلام) میں اپنے رب کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں۔ ہمارے پاس ہزار خدام گھومیں گے، گویا وہ محفوظ انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی۔ (ترمذی و دارمی۔ مشکوٰۃ)۔

رسول اللہ کا اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عرش پر اور سارے ملکوت پر لکھا ہوا ہے

اخرج الحاکم والبیھقی والطبرانی فی الصغیر، وابن نعیم وابن عساکر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولما اقترف آدم

الخطیئۃ قال یارب بحق محمد لما غفرت لی قال وکیف
عرفت محمدا ؟ قال لانک لما خلقتنی بیدک ونفخت
فی من روحک رفعت راسی فرأیت علیٰ قوائم العرش مکتوبا
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف
الیٰ اسمک الا احب الخلق الیک قال صدقت یا آدم و
لولا محمد ماخلقتک ۔ واخرج ابن عساکر عن کعب
الاحبار قال ان اللہ انزل علی آدم عصیا بعدد الانبیاء
والمرسلین ثم اقبل علی ابنہ شیث فقال ای بنی انت
خلیفتی من بعدی فخذھا بعمارۃ التقوی والعروۃ الوثقیٰ
فکلما ذکرت اللہ فاذکر الیٰ جنبہ اسم محمد صلی اللہ
علیہ وسلم فانی رأیت اسمہ مکتوبا علیٰ ساق العرش و
انا بین الروح والطین، ثم انی طفت السمٰوٰت فلم ار
فی السمٰوٰت موضعا الا رأیت اسم محمد مکتوبًا علیہ وان
ربی اسکننی الجنۃ فلم ار قصرا ولا غرفۃ الا اسم محمد
مکتوبًا علیہ ، ولقد رأیت اسم محمد مکتوبا علیٰ نحور الحور
العین وعلی ورق قصب آجام الجنۃ وعلی ورق شجرۃ طوبیٰ
وعلی ورق سدرۃ المنتہیٰ، وعلیٰ اطراف الحجب وبین اعین
الملائکۃ، فاکثر ذکرہ فان الملائکۃ تذکرہ فی کل ساعتہا

(خصائص الکبریٰ)

حاکم و بیہقی نے اور طبرانی نے اپنی کتاب "الصغیرہ" میں اور ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہو گئی، تو انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی اے پروردگار! محمد کے طفیل میری مغفرت فرما اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تُو نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ عرض کی جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اپنی روح میرے اندر پھُونکی اور میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں نے دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس سے میں نے جان لیا کہ تُو اپنے نام کے ساتھ اسی کے نام کو ملا سکتا ہے جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تُو نے سچ کہا، اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

ابنِ عساکر علیہ الرحمۃ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام
پر انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے بقدر لاٹھیاں نازل
فرمائیں۔ پھر آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث
علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا' اے
میرے بیٹے تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو، تم تقویٰ
اختیار کرو اور جب بھی اللہ کا ذکر کرو اس کے ساتھ
اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ذکر کرو۔ کیوں کہ میں
نے ان کا نام عرش کے پایہ پر اس وقت لکھا دیکھا
ہے۔ جب میں رُوح اور مٹی کی درمیانی حالت
میں تھا پھر میں نے تمام آسمانوں کا چکر لگایا تو
میں نے آسمانوں میں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی
جہاں اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا نہ ہو۔
میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو میں نے
جنت میں کوئی محل اور کوئی دریچہ ایسا نہیں
دیکھا جس پر اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ لکھا ہوا
ہو۔ میں نے نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حوروں
کے سینوں پر، فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں پر طوبیٰ
کے پتوں پر، سدرۃ المنتہیٰ کے ہر ورق پر لکھا دیکھا

ہے۔ تم بھی اس کا ذکر کثرت سے کرو، کیوں کہ
فرشتے بھی اس کا ذکر ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔

واضح رہے کہ مخلوقات کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت ورسالت عامہ کا مظاہرہ عام کر دینے کے لئے حضور کا اسم "محمدؐ" عرش پر، جنّت کے دروازے پر، جنّت کی ہر چیز اور سارے ملکوت پر لکھا تھا تاکہ ساری مخلوق حضور کے مقام و مرتبہ کی رفعت کو جان لے، پہچان لے کہ حضور ہی خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں۔ اور بخوبی سمجھ لے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر ہی بنایا اور انہی کو ساری اشیاء کا مالک و مختار بنا دیا ہے۔ یہ سب نعمتیں حضور ہی اپنے غلاموں میں تقسیم فرمائیں گے۔

اللہ جلّ شانہٗ نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی پیدائش کے بعد سب سے پہلے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنّت اور جنّت کی ہر چیز پر سارے ملکوت پر لکھا ہوا دکھایا تاکہ حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے سے ہمیشہ ہر زمانے میں تمام بنی آدم اور ساری مخلوقات میں حضور علیہ السلام کی

رسالتِ عامہ اور عنداللہ حضور کے مقام و مرتبہ کی بلندی اور رفعت شان کا ذکر عام ہوتا رہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پ۳۰)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر حدیث شریف میں وارد ہے: عن ابن عباس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ لا اذکر فی مکان الا ذکرت معی یا محمد فمن ذکرنی ولم یذکرک فلیس لہ فی الجنۃ نصیب۔ (تفسیر درمنثور سورۂ کوثر)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس جگہ میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا بھی ذکر ہوگا۔ جس نے میرا ذکر کیا لیکن تیرا ذکر نہ کیا تو اس کے لئے جنت میں کوئی حصہ نہیں۔

واخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ فی الآیۃ قال رفع اللہ ذکرہ فی الدنیا والاخرۃ فلیس خطیب ولا متشھد ولا صاحب صلاۃ الا ینادی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
اس آیت کے معنی میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
حضور کے ذکر کو دنیا اور آخرت میں بلند کیا ہے۔
کوئی خطیب، کوئی کلمہ پڑھنے والا، اور کوئی نمازی
ایسا نہیں ہے جو اشھد ان لا الہ الا اللہ و
اشھد ان محمداً رسول اللہ نہ کہتا ہو۔

واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم وابویعلی
وابن حبان وابونعیم عن ابوسعید الخدری
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ
تعالیٰ ورفعنا لک ذکرک قال قال لی جبریل قال
اللہ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مِعِیَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ورفعنا
لک ذکرک کے بارے میں فرمایا کہ جبریل علیہ السلام
نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا
ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ تیرا بھی ذکر کیا جائے۔

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے !
یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اُونچا تیرا

مِٹ گئے مِٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مِٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مولای صلِّ وسلم دائماً ابدا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم !

بشر اور مافوق البشر

تفسیر نجدیہ کے مندرجہ بالا اقتباسات میں سرکارِ دوعالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض ایک بشر، خاندانِ قریش کا عام فرد قرار دے کر، ایک طرف محبوبِ خدا محمد مصطفےٰ کی شانِ رفیع میں تنقیص وتوہین کا کفریہ ارتکاب کیا گیا ہے اور دوسری طرف صحابہ کرام علیہم الرضوان سمیت تمام اُمتِ مسلمہ کو کافر مشرک ٹھہرانے کی خاطر بہتان باندھ کر لکھا گیا ہے کہ "جس طرح گذشتہ انبیاء کی قومیں اس خیال سے

کہ نبی کو بشر نہیں مافوق البشر ہونا چاہیئے، ان انبیاء و رسل کی قومیں ان پر ایمان نہ لاکر کافر ہیں، اسی طرح مسلمان بھی رسول اللہ کو بشر نہیں جانتے حضور کو مافوق البشر باور کرانے پر تُلے رہتے ہیں، اس لئے یہ مسلمان بھی کافر ہیں۔

اس بکواس سے نجدیہ وہابیہ دُہرے کُفر کے مرتکب ہوئے۔

۱۔ قرآن و حدیث کی مخالفت و تکذیب کرکے اور

۲۔ ما انا علیہ و اصحابی صراط المستقیم۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی راہ کو چھوڑ کر، شرک و کفر قرار دے کر۔

چنانچہ قرآن و حدیث اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عقیدہ و عمل سے چمکتے سورج کی طرح واضح ہے کہ ابو البشر آدم علیہ السلام اور بنی نوع بشر کے وجود میں آنے سے ہزاروں سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ آپ کے نور سے ساری مخلوق پیدا ہوئی۔ اس کے بعد اولادِ آدم میں لباسِ بشریت میں آئے۔ تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہیں۔ بشر بعد میں ہیں اور حقیقتاً

فوق البشر ہیں، حضور کے لباسِ بشریت میں ظہور کے باوجود آپ کی صفات اور آپ کی خصوصیات تمام بنی نوع بشر کی صفات و خصوصیات سے بالا و برتر اور بے مثال ہیں۔
آپ کے معجزات بھی تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے بڑھ چڑھ کر بے مثال اور بے نظیر ہیں اِس لئے آپ سے بشریت و عبدیت کا اعلان کرایا گیا کہ کہیں آپ کے اُمتی بھی آپ کو نصاریٰ و یہود کی طرح "ابن اللہ" یا خدائی میں شریک نہ سمجھنے لگیں۔

اس شرک کے سدِ باب کے لئے فرمایا گیا: قُل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہٌ واحد ط (پ ۱۶ ع ۳)۔

"تم فرماؤ ظاہری صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں، مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

تفسیر خازن میں ہے کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں آپ کو اپنی ظاہری صورت بشریہ کے بیان کا اظہار تواضع کے لئے حکم فرمایا گیا۔ کسی کو یہ جائز نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مثل

بشر کہے کیونکہ جو کلمات اصحاب عزت وعظمت بہ طریق تواضع
فرماتے ہیں، ان کا کہنا دوسروں کے لئے روا نہیں ہوتا۔ جس کو
اللہ تعالیٰ نے فضائلِ جلیلہ ومراتب رفیعہ عطا فرمائے ہوں،
اس کے ان فضائل ومراتب کا ذکر چھوڑ کر ایسے وصفِ عام
سے ذکر کرنا جو ہر کہہ ومہہ میں پایا جائے ان کلمات کے
نہ ماننے کا اظہار ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل
ومراتب اور خصوصیات قرآن وحدیث میں بیان فرمائی گئی ہیں۔
ان میں سے کسی فضیلت، مرتبہ اور خصوصیت کا انکار کفر صریح ہے۔
امام عارف باللہ حکیم محمد بن علی ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے
ہیں "فمن عمیٰ قلبہ عن اللہ تعالیٰ ولم یکن فی قلبہ نور
الھدایۃ لم یبصر اٰثار النبوۃ علی محمد صلی اللہ علیہ
وسلم وانما یبصر منہ شخصہ وجسمہ (نوادر الاصول ص ۶۴)۔
"جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اندھا ہو
جائے اور اس کے دل میں ہدایت کا نُور نہ ہے
وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کے آثار (نشانات
وعلامات) کو نہیں دیکھتا۔ وہ صرف آپ کے
بدن اور جسم کو دیکھتا ہے۔"
یعنی دل کے اندھے اور نُورِ ہدایت سے محروم شخص کو

قرآن و حدیث میں سینکڑوں ہزاروں فضائل و کمالات اور خصوصیات و رفعت شان بیان کرنے والی آیات قرآن و روایات حدیث میں سے کوئی آیت قرآن اور روایت حدیث دکھائی نہیں دیتی۔ وہ نجدی وہابیوں کی پیروی میں صرف ایسی آیات و روایات کو تلاش کرتا، بیان کرتا اور لکھتا ہے جو بتوں کی تردید و مذمت میں مذکور ہیں۔

عارف باللہ مولانا رومی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

کافراں دیدند احمد را بشر
چوں نہ دیدند از وے انشق القمر

"کافروں نے احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بشر محض کے لحاظ سے دیکھا۔ لیکن ان دل کے اندھوں اور ملحدوں کو وہ کمال اعجاز حضور نظر نہ آیا کہ اس ہستی میں وہ کون سی چیز پوشیدہ ہے جو ہاتھ کی انگلی کے ایک اشارے سے چاند کے ٹکڑے کر دیتی ہے۔"

محدث اعظم علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

"اکثر الناس عرفوا اللہ تعالی وما عرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان حجاب البشریۃ غطی ابصارھم۔

(شرح الشمائل جلد اوّل ص ۹)۔

بہت سے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا،
لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچان سکے
اس لئے کہ بشریّت کے حجاب نے ان کی آنکھوں
کو ڈھانپ لیا۔

باعثِ ایجادِ عالم سرورِ کائنات محبوبِ خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یارِ غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: "یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃً غیر ربّی"

(تجلی الیقین)

"اے ابو بکر مجھے حقیقتہً میرے رب کے سوا کسی
نے نہیں پہچانا"

ایک روایت میں ہے: "یا ابا بکر والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃً غیر ربّی (مطالع المسّرات ص ۱۲۹)۔

"اے ابو بکر! مجھے قسم ہے اس ذات کی جس
نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے میری حقیقت کو
میرے رب کے سوا کسی نے جانا ہی نہیں"

رہا جمال پہ تیرے لباسِ بشریّت
کسی نے تجھ کو نہ جانا بجز ربِ ستّار

محمد سرِ وحدت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے
خُدا و مصطفٰے کی کُنہ میں ادراک عاجز ہے
خدا کو مصطفٰے جانے محمد کو خدا جانے

تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ لکھنے لکھانے والے حقیقۃً دل کے اندھے نُورِ ہدایت سے محروم ہونے کے باعث محمد رسول اللہ کو بشریتِ عادیہ مجرّدہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ شیوۂ کُفّار ہے اللہ تعالیٰ نے کفار کا مقولہ بیان فرمایا: وقالوا مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق (پ۱۸ ع۱۶)۔

"اور (کُفّار) بولے، اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے"

(اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ آپ نبی ہوتے تو نہ کھاتے نہ بازاروں میں چلتے)۔ کفّار نے حضور کو کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے دیکھ کر آپ کو اپنے جیسا ایک عام آدمی سمجھ لیا۔ اور آپ کو رسول اللہ ماننے سے انکار کر دیا۔

اسی طرح نجدی وہابی بھی آپ کے عوارضِ بشریّت کو دیکھتے اور آپ کو اپنے جیسا ایک عام آدمی سمجھتے ہیں اور آپ کے لوازم

نبوت و رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ وہابی حضور کو صرف ایک پیغام رساں کی حیثیت سے رسول اللہ مانتے ہیں، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ چنانچہ وہابیوں کا پیشوا قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "طارش" کہتا تھا۔ طارش کے معنے نجد کی لغت میں "ایلچی" ہیں۔

؎ لاملئن جہنم تھا وعدہ ازلی
نہ منکروں کا عبث بدعقیدہ ہونا تھا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ہ (پ ۱۲ ع ۱۰)۔
" اور تمہارے رب کی بات پوری ہو چکی بیشک ضرور جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں کو ملا کر"۔
کیوں کہ اس کو علم ہے کہ باطل کے اختیار کرنے والے بہت لوگ ہوں گے۔ (اعاذنا اللہ منہ)۔

نجد و حجاز پر اپنی حکومت کا اعلان کرنے کے ساتھ ہی سعودیوں نے تنقیص و توہین رسالت کا اعلان بھی کر دیا

برطانیہ، فرانس اور اٹلی کی مالی اور فوجی مدد سے سعودی

قبیلہ نے ۱۹۲۶ء میں نجد و حجاز کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ابنِ عبدالوہاب شیخ نجدی اور سعودی بادشاہ نے مِل کر عالمِ اسلام کے ہر فرمانروا کو خطوط بھیجے۔ ان خطوط میں اور باتوں کے بعد ٹیپ کے بند کے طور پر یہ عبارت درج تھی

"اللہ ایک ہے اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں مگر محمد کی تعریف کرنا یا ان کی تعظیم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔"

اس کے علاوہ فوری طور پر حجاز کے طول و عرض سے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کو محو کیا گیا، مٹا دیا گیا۔ مسجد نبوی، کعبۃ اللہ کی مسجد اس کے علاوہ جہاں جہاں اور جس جس عمارت اور مسجد پر نام "محمد" کندہ تھا، اس کو نہایت بھونڈے پن سے مٹا دیا گیا، کہیں تارکول پھیر دیا گیا اور کہیں ان پر پلستر تھوپ دیا گیا۔ اکثر اوقات لوہے کی چھینی اور ہتھوڑے کا استعمال بھی کیا گیا۔ اس بے مثال گستاخی اور رذالیت کے نشانات آج تک حجاز کے طول و عرض میں اور خاص طور پر خانہ کعبہ کی پرانی مسجد اور مسجد نبوی کے در و دیوار پر دیکھے جا سکتے ہیں۔"

نجدی وہابیوں کے اس شیطانی عقیدہ و عمل سے ان کے

انتہائی بُغض و عداوتِ رسُول اور اللہ تعالیٰ کی شدید مخالفت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جس طرح ابوالوہابیہ "حرقوص بن زہیر" نے اموالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر "یا رسول اللہ اعدل" کہہ کر تنقیص و توہین کا مظاہرہ کیا تھا حضور کو رسول اللہ کہہ کر، حضور کو رسول ماننے کا اظہار بھی کیا اور حضور کو اپنے جیسا عام بشر جان کر عدل و انصاف کا وعظ سُنا کر شانِ رسالت میں انتہائی گستاخی اور توہین کا مرتکب بھی ہوا اور منافق کافر ٹھہرا۔ (صحیح مسلم کی یہ پوری روایت" راہِ ایمان جلد اوّل صفحہ ۴۷ اور صفحہ ۴۹ میں دیکھیے)۔

اسی طرح یہ نجدی وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول اللہ ماننے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور حضور کو اپنے جیسا ایک عام بشر جانتے اور شانِ رسالت میں تنقیص و توہین کا ارتکاب بھی کرتے ہیں، اور منافق و کافر قرار پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیّت سے اپنے حبیب لبیب "محمد" کو حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ہزاروں سال پہلے اپنے نُور سے پیدا فرمایا۔ منصب نبوّت و رسالت پر فائز کیا۔ سید الخلق، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین ہونے کا مقام عطا کیا۔ حضور کے نُور سے ساری مخلوق کو پیدا کیا اور "لولاک لما خلقت الافلاک" کا تاج پہنایا۔ "ورفعنا لک ذکرک"

کا اعزاز بخشا، جنّت کے صدر دروازہ پر، عرش پر، جنّت کے محلاّت پر، پردوں پر، ملائکہ کے سینوں پر، حُوروں کی آنکھوں کی پُتلیوں پر اسمِ محمد لکھا غرضیکہ تمام ملکوت میں ہر شے پر نام محمد لکھا۔ اور پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو ان کو عالم ملکوت کی سیر کرا کر شانِ محمد کا نظارہ کرایا۔ تاکہ حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعہ تمام بنی آدم اور ساری مخلوق میں "اسمِ محمد" کا چرچا عام ہو جائے اور تمام مخلوق جان لے کہ خالق و مالک کائنات نے "لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ" لکھ کر اپنے محبوب کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا ہے تاکہ جب بھی جہاں بھی میرا ذکر ہو ساتھ ہی میرے محبوب کا ذکر ہو۔

ے
خدا کا ذکر کرے ذکرِ مصطفٰے نہ کرے !
ہمارے مُنہ میں ہو ایسی زباں خُدا نہ کرے

مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا ارسلنٰک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ بکرۃ واصیلا ٥۔ (پ ٢٦ ع ٩)۔

"بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اپنی

(اُمّت کے اعمال و احوال کا تاکہ روزِ قیامت ان کے اعمال کی گواہی دو) اور خوشی اور ڈر سُناتا (یعنی مومنین متقین کو جنت کی خوشی اور نا فرمانوں کو عذاب دوزخ کا ڈر سُناتا) تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسُول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔"

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم صفات بیان فرما کر لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ لیکن اس کے برعکس نجدی وہابی کفّار کی مدد سے نجد و حجاز کی حکومت حاصل کر کے کفّار حکمرانوں کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال کر، اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ خطوط میں لکھتے ہیں۔ اعلان کرتے ہیں اور اپنی نام نہاد تفسیرِ قرآن جو حقیقتہً تحریفِ قرآن و حدیث کا پلندہ اور کفر کا پھندا ہے۔ اس میں جا بجا احکام و ارشادات خدا و رسول خُدا کی بے دریغ مخالفت اور تردید کرتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر سے منع کرتے ہیں۔ ان کے ذکر کو، ان کی رفعت شان اور ان کے اسمِ مُبارک کو مٹا دینے، محو کر دینے پر تُلے رہتے ہیں۔ اور اسی طرح کی تمام تر

قرآن الشیطانی حرکتیں کرنے کے باوجود دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم ہی سچے مسلمان ہیں۔

یہ نجدی وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول ماننے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور حضور کو اپنے جیسا عام بشر جان کر حضور کے مسلّمہ فضائل ولوازم نبوت و رسالت کا انکار بھی کرتے ہیں، جو شیوۂ کفار ہے لیکن لوگوں کو فریب دینے کے لئے یہ رٹ بھی لگائے جاتے ہیں کہ ہم "ما انا علیہ واصحابی" صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے راستے پر چل رہے ہیں۔

چنانچہ نام نہاد تفسیر نجدیہ وہابیہ ص۲۵۵ پر آیت مبارکہ "ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبیّن له الهدٰی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولّٰی ونصله جهنم وساءت مصیرا ہ (پ۵ ع۱۴)۔ کے تحت لکھا گیا ہے:

"ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت اور مومنین کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کی پیروی دین اسلام سے خروج ہے" جس پر یہاں جہنم کی وعید بیان فرمائی گئی ہے۔ مومنین سے مراد صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں۔

جو دین اسلام کے اولین پیرو اور اس کی تعلیمات کا کامل نمونہ تھے۔
اور ان آیات کے نزول کے وقت جن کے سوا کوئی گروہِ مومنین موجود
نہ تھا کہ وہ مراد ہو۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت
اور غیر سبیل المومنین دونوں حقیقت میں ایک ہی چیز کا نام ہے۔
اس لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے راستے اور منہاج سے انحراف
بھی کفر و ضلال ہی ہے۔

بعض علماء نے سبیل المومنین سے مُراد اجماعِ اُمت لیا۔
یعنی اجماعِ اُمت سے انحراف بھی کفر ہے۔

اس عبارت میں صاف طور پر اعتراف کیا گیا ہے کہ رسُول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اجماع
اُمت کا راستہ ہی سبیل المومنین ہے۔ اس راستے کو چھوڑ کر کسی
اور راستے کی پیروی کرنا دین اسلام سے انحراف ہے، کفر و ضلال
ہے، ایسا کرنے والے جہنمی ہیں۔ نجدیہ وہابیہ کے اس اعتراف
سے واضح ہوا کہ:

تفسیر نجدیہ سعودیہ لکھنے لکھانے والے دینِ اسلام سے خارج کافر جہنمی ہیں۔

اس لئے کہ ان کے مذہب کی بنیاد ہی اللہ تعالیٰ، رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اجماعِ اُمّت کی مخالفت پر قائم ہے۔ ان کے پیشوا قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی نے حکومت، اقتدار اور مال و متاعِ دنیا حاصل کرنے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ کتاب وسُنّت کے نام سے ایسے من گھڑت عقائد و اعمال ایجاد کئے جو کتاب وسُنّت یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف کے صریحاً خلاف ہیں۔

اس شقیِ ازلی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان و اجماعِ اُمّت کی راہ صراطِ مستقیم کو شرک و کفر قرار دے دیا اور یہ اعلان کیا کہ جو شخص میرے بتائے ہوئے عقائد و اعمال پر ایمان لائے گا اور ان پر عمل کرے گا، اُسے موحد مسلمان تسلیم کیا جائے گا اور میرے بتائے ہوئے عقائد و اعمال کا مخالف یا معترض مشرک و کافر قرار پائے گا۔ اس اعلان کی رو سے اس شقیِ ازلی نے سارے مُسلمانوں کو مُشرک و کافر ٹھہرا دیا۔ انہیں قتل کرنے اور ان کے گھر بار و اموال لوٹ لینے اور ان کے اہل و عیال کو غلام اور باندیاں بنا لینے کو جہاد قرار دے کر لٹیرے قبیلے سعودیہ کو اپنے ساتھ ملا کر، پُرامن مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ نجدیہ وہابیہ کی ان اسلام دشمن ظالمانہ کاروائیوں کی تصدیق ان کی نام نہاد

تفسیر سے بھی ہو جاتی ہے۔

چنانچہ اس کے ص۱۴۹۴ پر لکھا ہے "قرونِ اولیٰ کے بہت بعد ایک مرتبہ پھر عرب میں شرک کے یہ مظاہر عام ہو گئے تھے جس کے لئے اللہ نے مجدد الدعوۃ شیخ محمد بن عبد الوہاب کو توفیق دی۔ انہوں نے درعیہ کے حاکم کو اپنے ساتھ ملا کر قوت کے ذریعہ سے ان مظاہر شرک کا خاتمہ فرمایا اور اسی دعوت کی تجدید ایک مرتبہ پھر سلطان عبد العزیز والئ نجد و حجاز موجودہ سعودی حکمرانوں کے والد اور اس مملکت کے بانی نے کی اور تمام پختہ قبروں اور قبوں کو ڈھا کر سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا احیاء فرمایا اور یوں الحمد للہ اب پورے سعودی عرب میں اسلامی احکام کے مطابق نہ کوئی پختہ قبر ہے اور نہ کوئی مزار"

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ؕ

مندرجہ بالا عبارت میں اللہ تعالیٰ کے محبوب دانائے غیوب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کی صریحاً تکذیب و مخالفت کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عن جابر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الشیطان قد ایس ان یعبدہ المصلون فی جزیرۃ العرب ولکن

فی التحریش بینھم۔ (صحیح مسلم ص۳۷۶ جلد دوم)۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ مسلمان جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں، البتہ وہ ان کو آپس میں لڑاتا رہے گا۔

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان الشیطان قد یئس ان تعبد الاصنام بارض العرب (جامع ترمذی ص۲۸۳ اور حاکم، ابو یعلی، بیہقی)۔

"تحقیق شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ سرزمین عرب میں بُت پرستی کی جائے"

نیز حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وانی لست اخشی علیکم ان تشرکوا بعدی ولاکنی اخشی علیکم الدنیا ان تنافسوا فیھا۔ (صحیح مسلم و صحیح بخاری)

"میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن میں تم پر دنیا کا خوف کرتا ہوں کہ تم اس میں رغبت کر جاؤ"

لیکن نجدی وہابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو نہیں مانتے۔ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادِ مُبارک کو ٹھکراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عرب میں شرک کے مظاہرِ عام ہو گئے تھے جن کو ابنِ عبدالوہاب (قرن الشیطان نجدی) اور سعودی حکمرانوں نے قوت کے ذریعے سے (یعنی مسلمانوں کا قتلِ عام کر کے) ان مظاہر شرک کا خاتمہ کر دیا۔ اور بقول وہابیہ خبیثہ یہ مظاہر شرک کیا تھے؟

۱۔ پُختہ قبریں اور مزار! نعوذ باللہ من عقائد المخترعۃ قرن الشیطان۔ قرن الشیطان کے من گھڑت عقائد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے شرک وہ ہے جس کو اللہ و رسول نے شرک قرار دیا ہے۔ کسی ایرے غیرے نتھو خیرے یا قرنِ الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی کے کسی چیز کو شرک کہہ دینے سے اس چیز پر شرک عائد نہیں ہو جاتا۔ پُختہ قبروں اور مزارات کو اور قُبّوں کو اللہ و رسول نے ہرگز شرک قرار نہیں دیا۔ تو رُسوائے زمانہ وہابیہ خبیثہ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ پُختہ قبروں، قُبّوں اور مزاراتِ مقدسہ کو مظاہر شرک قرار دے کر ڈھائیں اور بے گناہ سچے مسلمانوں کو مشرک کہہ کر ان کا

قتل عام کریں اور ان کے مکانوں کو تباہ و برباد کر دیں اور اُن کے مال و متاع کو لوٹ لیں۔ اور اپنی اس اسلام دشمن ظالمانہ کارروائی کو سنتِ نبوی کا احیاء لکھ کر انتہائی بے حیائی و بے شرمی کے ساتھ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان طرازی اور الزام تراشی بھی کریں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما ہ (پ ۵ ع ۱۰)۔

"اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی۔ اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب" ہ

اصل بات یہ ہے کہ ان سعودیہ نجدیہ وہابیہ کا ایمان قرآن و حدیث پر ہرگز نہیں۔ یہ خبثاء ازلی تو قرآن و حدیث کے احکام و ارشادات کو صریحاً شرک و کفر جانتے، کہتے اور لکھتے ہیں۔ یہ بدبخت وہابی اللہ اور رسول کے بجائے، قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اسی کے احکام کو صحیح جانتے، مانتے اور دینِ اسلام تسلیم کرتے اور اس

پر عمل کرتے ہیں۔

شیخ نجدی کے مذہب نامہذب میں شرک یہ ہے جو اس نے اپنی تالیف "کشف الشبہات ص۲۰،۲۱" میں لکھا ہے۔

"وعرفت ان اقرارھم بتوحید الربوبیت لم یدخلھم فی الاسلام وان قصدھم الملائکۃ والانبیاء والاولیاء یریدون شفاعتھم والتقرب الی اللہ بذالک ھوالذی احل دماءھم واموالھم"۔

ترجمہ: تم خوب جانتے ہو کہ ان لوگوں کا محض اقرار توحید کرنا ان کو اسلام میں داخل نہیں کرتا اور ان کا ملائکہ اور انبیاء اور اولیاء سے شفاعت طلب کرنا اور ان کی تعظیم کرنا اور ان کے ذریعے اللہ کا تقرب چاہنا یہی وہ سبب ہے جس کے پیش نظر ان کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا جائز ہو گیا ہے"۔

امام الوہابیہ شیخ نجدی ابن عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان نے اپنے پیروں کو یہ تعلیم دی ہے کہ یہ سارے کلمہ گو مسلمان جو انبیاء کرام صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور ملائکہ اور اولیاء سے توسل و استمداد کرتے ہیں، ان نفوس قدسیہ کی شفاعت طلب کرتے ہیں۔ مزاراتِ انبیاء واولیاء پر زیارت

وتبرک و استعانت کے لئے حاضری دیتے ہیں، مشرک و کافر ہیں۔ ان کو قتل کرنا ان کا مال لوٹ لینا جائز ہے۔"

ابنِ عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان کے اس شیطانی فتوے کے بموجب نہ صرف یہ کہ ساری اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، مشرک و کافر و لائقِ گردن زنی قرار پاتی ہے۔ بلکہ معاذاللہ، اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی شرک و کفر عائد ہوتا ہے کہ جن عقائد و اعمال کو اس کے شیطانی فتوے میں شرک و کفر قرار دیا گیا ہے۔ یہی عقائد و اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہی تعلیم دی ہے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی قولاً و عملاً یہی تعلیم دی ہے جو احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں۔ اور ان ہی عقائد و اعمال پر اجماعِ اُمّت ہے، یہی سبیل المومنین ہے۔ پس اللہ و رسول کی مخالفت اور سبیل المومنین یعنی صحابہ و اجماعِ اُمّت کے راستے کو چھوڑ کر کسی دوسرے راستے پر چلنے والوں کو جہنم میں ڈال دینے کی وعید فرمائی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے " ومن یشاقق الرسول من

بعد ما تبین له الهدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولّہ ما تولّیٰ ونصلہٖ جہنّم وساءت مصیرا (پ ۵ ع ۱۴)۔

"اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور وہ مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔"

وہابیہ خبیثہ چونکہ سبیل المومنین کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اجماعِ اُمت کی برملا تردید کرتے ہیں، حضور کو مافوق البشر نہیں مانتے، بلکہ اپنے جیسا عام بشر جان کر توہینِ رسالت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس لئے فقیر مختصراً چند صحیح احادیث درج ذیل کر دیتا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کو اور صحابہ علیہم الرضوان حضور کو مافوق البشر جانتے ہیں

حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے صُلح کی گفتگو کے لئے سفیرِ قریش "عُروَۃ" جب حضور صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں پہنچا تو وہ حضور کے اصحاب کی حرکات وسکنات کو رگانا رکن انکھیوں سے یعنی ہلکی نگاہ سے دیکھنے رگا۔ ان عروۃ جعل یرمق النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعینیہ قال: "فواللہ ما تنخم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم فدلک بھا وجھہ وجلدہٗ واذا امرھم ابتدروا امرہٗ واذا توضأ کادوا یقتتلون علی وضوئہٖ واذا تکلموا خفضوا اصواتھم عندہٗ وما یحدون الیہ النظر تعظیما لہٗ فرجع الی اصحابہٖ فقال ای قوم واللہ لقد وفدت علی الملوک ووفدت علی قیصر وکسرٰی والنجاشی واللہ ان رأیت ملکا قط یعظمہ اصحابہٗ ما یعظم اصحاب محمدٍ محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم واللہ ان یتنخم نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم فدلک بھا وجھہٗ وجلدہٗ واذا امرھم ابتدروا امرہٗ واذا توضأ کادوا یقتتلون علی وضوئہٖ واذا تکلموا خفضوا اصواتھم عندہٗ وما یحدون الیہ النظر تعظیمًا لہٗ وانہٗ قد عرض علیکم خطبۃ رشد فاقبلوھا"

(صحیح بخاری، مسند امام حنبل رضی اللہ عنہ ص ۳۲۹، ۳۳۰ جلد ۴)۔

ترجمہ: "بے شک عروہ (کفارِ مکہ کے سفیر) نے یہ منظر

اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کہا "اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب دہن (تھوک) یا کھنکار کا بلغم یا ناک کی رطوبت نہیں پھینکتے مگر وہ صحابہ میں سے کسی کے ہاتھ پر گرتا ہے۔ (یعنی زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ تبرک کے لئے اپنے ہاتھ پھیلا کر اپنی ہتھیلیوں پر لے لیتے ہیں)، جس کو وہ اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتے ہیں۔ اور جب وہ انہیں کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً ان کے حکم کی تعمیل کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے صحابہ وضو کے اس پانی کو (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم انور کو لگ کر گرنے لگتا ہے) حاصل کرنے کے لئے اتنی کوشش کرتے ہیں کہ باہم لڑ پڑنے تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور جب حضور سے گفتگو کرتے ہیں تو (ادب و احترام سے) ان کی آوازیں انتہائی پست ہو جاتی ہیں اور آپ کی تعظیم کی خاطر آنکھ بھر کر آپ کو نہیں

دیکھتے "۔

پھر "عروہ" جب اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کر (مکہ) آیا تو ان سے کہنے لگا۔ اے قوم! اللہ کی قسم! عجیب فرمانبردار لوگ ہیں۔ میں وفد کی حیثیت سے مختلف بادشاہوں کے پاس گیا، قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں بھی گیا۔ لیکن اللہ کی قسم میں نے آج تک ایسا کوئی بادشاہ قطعاً نہ دیکھا جس کے ساتھی اس کی تعظیم اس طرح کرتے ہوں جس طرح محمد کے ساتھی محمد کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ لعاب دہن (تھوک) یا کھنکار کا بلغم یا ناک کی رطوبت نہیں پھینکتے مگر اس کے ساتھیوں میں سے کسی کے ہاتھ پر گرتا ہے (ان کی یہ رطوبتیں حاصل کرنے کے لئے اس کے ساتھی اپنے ہاتھ پھیلا دیتے ہیں یہ رطوبتیں نیچے گرنے نہیں دیتے)۔ پھر وہ ساتھی اس رطوبت کو اپنے چہرے اور بدن پر (برکت حاصل کرنے کے لئے) مَل لیتے ہیں۔ اور جب وہ اپنے ساتھیوں کو کسی کام کا حکم دیتا ہے تو وہ سب کے سب اس کام کو انجام دینے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔ اور جب وہ وضو کرتا ہے تو اس کے بدن سے (الگ کر پانی نیچے گرنے لگتا ہے) تو اس پانی کو (نیچے گرنے نہیں دیتے) اپنے ہاتھوں و ہتھیلیوں پر

اُچک لینے کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ کر کوشش کرتے ہیں یہاں تک کہ لڑنے جھگڑنے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ (پھر جس خوش نصیب کو وہ پانی ہاتھ آجاتا ہے وہ فوراً بطورِ تبرک اپنے چہرے اور بدن پر مَل کر خوش ہو جاتا ہے)۔ اور جب وہ اس سے کلام کرتے ہیں تو اُن کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں اور اس کی تعظیم کی خاطر اس کی طرف (آنکھیں اٹھا کر نہیں دیکھتے) نظریں جھکائے رکھتے ہیں اور بلاشبہ اس (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں ہدایت کی دعوت دی ہے تو تم اسے قبول کر لو"۔

اس حدیث مبارک سے واضح ہوا کہ ؎

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خُون مُبارک پی لینے والے کو جہنّم سے آزادی کی بشارت

عن سلمان الفارسی انه دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا عبد اللہ بن الزبیر معہٗ طست

يشرب ما فيه فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم
وماشانك؟ قال انى احببت ان يكون من دم رسول الله
صلى الله عليه وسلم فى جوفى قال ويل لك من الناس، و
ويل للناس منك لا تمسك النار الا قسم اليمين۔
(اخرجه الغطريف فى جزئه . والطبرانى وابونعيم)

"حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن
زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پاس طشت میں
کچھ ہے اور وہ اسے پی رہے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا کہ تم نے خون پی لیا ہے؟ عبداللہ
بن زبیر نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ آپ کا
خون میرے پیٹ میں رہے تو بہتر ہے۔ حضور
نے فرمایا کہ لوگوں کی جانب سے تمہارے لئے
افسوس ہے اور تمہاری جانب سے لوگوں کے لئے
افسوس ہے۔ اے عبداللہ! تمہیں آتش جہنم نہیں
چھوئے گی مگر اتنی کہ جس قدر اللہ نے قسم کھائی ہے۔"

وان منکم الا واردھا (   ) اور تم میں کوئی بھی

ایسا نہیں جس کا اس پر گزر نہ ہو"۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال حجم النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلام لقریش فلما فرغ من حجامتہ اخذ الدم فذھب بہ فشربہ ثم اقبل فنظر فی وجھہ فقال ویحك ما صنعت بالدم؟ قال یارسول اللہ نفست علی دمك ان اھریقہ فی الارض فھو فی بطنی فقال اذھب فقد احرزت نفسك من النار۔ (ابن حبان خصائص کبریٰ)۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قریش کے ایک لڑکے نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے اور جب وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پچھنے لگانے سے فارغ ہوا، تو خون مبارک لے کر باہر گیا اور وہ خون مبارک پی لیا۔ اور پھر واپس آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا۔ تیرا بھلا ہو تو نے خون کا کیا کیا؟ اس نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے آپ کا خون زمین میں گرانا مناسب دکھائی نہ دیا تو میں نے پی لیا۔ پس وہ میرے پیٹ میں ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جا تُو نے خُود کو جہنّم کی آگ سے بچالیا۔"

عن ابی سعید الخدری قال شج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد فتلقاہ ابی فماج الدم عن وجھہ بفمہ وازدردہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرّہ ان ینظر الیٰ من خالط دمی دمہٗ فلینظر الیٰ مالک بن سنان واخرجہٗ ابن السکن والطبرانی فی الاوسط بلفظ فقال خالط دمہٗ بدمی۔

" حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم اُحد میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مُبارک میں زخم لگ گیا، میرے والد آئے اور آپ کے زخم کے خون کو چُوس کر پی لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی ایسا شخص دیکھنا چاہے کہ میرا خون اس کے خون میں مل گیا ہے، وہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔ (حاکم)"

واخرجہ ابن السکن والطبرانی فی الاوسط بلفظ فقال خالط دمہٗ بدمی ولا تمسہ النار۔ اور یہی روایت ابن السکن اور طبرانی نے اوسط میں اس لفظ سے بیان کی

ہے کہ حضور نے فرمایا اس کا خون میرے خون میں مل گیا ہے اور اُسے آگ نہیں چھوئے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب مُبارک دافع البلیات والامراض ہے

عن اُمّ ایمن قالت وقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللیل الی فخارة فبال فیہا فقمت من اللیل وانا عطشانة فشربت ما فیہا فلما اصبح اخبرته فضحك وقال اما انك لا یتجعن بطنك ابدا ولفظ ابی یعلی انك لن تشتکی بطنك بعد یومك هٰذا ابدا (ابو یعلی والحاکم والدارقطنی والطبرانی وابو نعیم خصائص الکبریٰ جلد ۲)۔

"حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور مٹی کے ایک برتن (پیالے) میں پیشاب فرمایا۔ میں رات میں اٹھی مجھ کو پیاس لگی تھی، تو میں نے اس پیالے میں جو کچھ تھا اُسے پی لیا۔

جب صبح ہوئی تو میں نے حضور کو یہ بات بتائی تو آپ ہنسے اور فرمایا تیرے پیٹ میں کبھی بھی درد نہیں ہوگا۔ اور ابو یعلیٰ کی روایت میں یہ لفظ ہے کہ حضور نے فرمایا کہ آج کے دن کے بعد تیرے پیٹ میں کبھی بھی کوئی شکایت ، (تکلیف) پیدا نہ ہوگی۔

پیشاب مُبارک پی لینے سے آتش دوزخ حرام ہوگئی

عن حکیمۃ بنت امیمۃ عن امھا قالت کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قدح من عید ان یبول فیہ ویضعہ تحت سریرہ فقام فطلبہ فلم یجدہ فسأل عنہ فقال این القدح؟ قالوا شربتہ برۃ خادم اُمّ سلمۃ التی قدمت معھا من ارض الحبشۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد احتظرت من النار بحظار (طبرانی بیہقی، خصائص کبریٰ)۔

"حکیمہ بنت امیمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایک

لکڑی کے پیالے میں پیشاب کیا کرتے تھے اور
اسے اپنے تخت کے نیچے رکھ دیا کرتے تھے۔ ایک
رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُٹھے تو پیالہ موجود
نہ پاکر پوچھا کہ پیالہ کہاں ہے؟ عرض کیا گیا کہ
سرزمین حبشہ سے آنے والی اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا
کی خادمہ بَرّہ رضی اللہ عنہا نے اُسے پی لیا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آتش دوزخ اس
پر حرام ہو گئی ہے۔"

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل فرمائے ہوئے پانی کو پی لینے سے نارِ جہنم حرام ہو گئی

عن سلمٰی امرأۃ ابی رافع قالت اغتسل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فشربت ماء غسلہ فاخبرتہ فقال اذھبی
فقد حرم اللہ بذالک علی النار (طبرانی فی الاوسط۔ خصائص
کبریٰ جلد ۲)۔

"حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سلمہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے غسل فرمایا، میں نے آپ کے غسل کا پانی پی لیا۔ اور میں نے حضور کو اس کی خبر دی تو حضور نے فرمایا، جا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے تم پر جہنم کی آگ حرام کر دی"۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موئے مبارک تقسیم کرائے

عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما حلق شعرہ یوم النحر قال ان یقسم بین الناس فاخذ ابوطلحۃ منہ طائفۃ قال ابن سیرین لان یکون عندی منہ شعرۃ واحدۃ احب الیّ من الدنیا وما فیھا (صحیح مسلم، صحیح بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر میں اپنے موئے مبارک منڈائے تو فرمایا کہ یہ تقسیم کر دیئے جائیں۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان میں سے اپنا حصہ لے لیا ابن سیرین علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ اگر حضور کا ایک موئے مبارک میرے

پاس ہوتا تو وہ ساری دُنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا۔

صحابہ علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک حاصل کرنے کی بڑی کوشش کرتے

عن انس قال لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحلاق یحلقہ واطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل (صحیح مسلم صفحہ ۲۵۶ جلد دوم)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے دیکھا کہ حجام، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اقدس کے بال مونڈ رہا تھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور کے گرد اس لئے طواف کر رہے تھے کہ حضور پر نور کا کوئی ایک بال ان کے ہاتھ پڑ جائے۔"
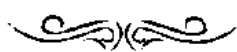
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی برکت سے فتح ونصرت ملتی رہی

عن عبد الحمید بن جعفر عن ابیہ ان خالد بن ولید فقد قلنسوۃ لہٗ یوم الیرموک فطلبھا حتیٰ وجدھا وقال اعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحلق رأسہٗ فابتدر الناس جوانب شعرہٖ فسبقتھم الیٰ ناصیۃ فجعلتہا فی ھٰذہٖ القلنسوۃ فلم اشھد قتالاً وھی معی الا رزقت النصر (اخرج سعید بن منصور، وابن سعد وابو یعلی والحاکم والبیھقی وابو نعیم والخصائص الکبریٰ)

سعید بن منصور اور ابن سعد و ابو یعلیٰ و حاکم و بیہقی اور ابو نعیم نے عبد الحمید بن جعفر سے روایت کی کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ یرموک کے موقع پر ٹوپی اوڑھے ہوئے تھے (اتفاقاً) وہ گر گئی آپ نے اسے تلاش کر کے حاصل کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کر کے سر اقدس منڈایا تو لوگوں نے بالوں کے حصول میں جلدی کی اور

میں ان کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ان بالوں کو میں نے اس ٹوپی میں محفوظ کر لیا تھا۔ اور تمام جہادوں میں اس ٹوپی کو سر پر پہنے ہوئے رہا تو اس کی برکت سے ہر موقع پر مجھ کو فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی"۔

میرا یہ شدید حملہ محض ٹوپی کیلئے نہ تھا حضور کے موئے مبارک کے لئے تھا

حضرت سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جنگ میں کفّار سے مصروفِ جہاد تھے کہ آپ کی ٹوپی گر پڑی جس کی وجہ سے آپ پریشان ہوگئے۔ آپ نے مجاہدین کو حکم دیا کہ کفّار پر یکبارگی سخت حملہ کر دیا جائے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کفّار پر ٹوٹ پڑے۔ گھمسان کی اس جنگ میں بہت سے صحابہ شہید ہوگئے۔ اختتام جنگ کے بعد مجاہدین صحابہ علیہم الرضوان نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس حکم پر اعتراض کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا یہ شدید حملہ محض ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے اُن مُوئے مُبارک کے لئے تھا جن کو میں نے اس ٹوپی میں لگا رکھا ہے۔ تاکہ مبادا یہ مقدس نعمت و برکت مجھ سے جاتی رہے اور مشرکین کفار کے ہاتھ آجائے۔

(نسیم الریاض شرح کتاب الشفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ)۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

حُسنِ یُوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

حُضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پسینۂ مُبارک کا اعجاز

عن انس قال دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عندنا فعرق وجاءت اُمّی بقارورۃ فجلست تسلت العرق فاستیقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اُمِّ سلیم مَا ھٰذا الذی تصنعین؟ قالت ھٰذا عرق نجعلہ لطیبنا وھو اطیب الطیب (صحیح مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حضور کے جسم اقدس سے پسینہ بہنے لگا۔ تو میری والدہ شیشی لے آئیں اور بیٹھ کر پسینہ مبارک پونچھ کر اس میں جمع کرنے لگیں۔ حضور کی آنکھ کھل گئی اور فرمایا (پوچھا) اے اُمّ سلیم کیا کر رہی ہو؟ عرض کی یہ آپ کا پسینہ ہے جسے ہم خوشبو کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ خوشبو (عطر) سے زیادہ خوشبودار ہے۔

واخرج من وجه آخر عن انس ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یاتی اُمّ سلیم فیقیل عندھا فتبسط له نطعًا فیقیل علیه وکان کثیر العرق فکانت تجمع عرقه فتجعله فی الطیب والقواریر، فقال یا اُمّ سلیم ما ھٰذا قالت عرقك اَدوف به طیبی۔ (صحیح مسلم خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۱۴)۔

" محدث مسلم رحمۃ اللہ علیہ دوسری سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّ سلیم کے ہاں تشریف لاتے اور ان کے پاس قیلولہ

فرماتے۔ وہ آپ کے لئے چمڑے کا فرش بچھا
دیتیں۔ اور آپ اس فرش پر قیلولہ فرماتے۔ حضور
کو پسینہ بہت آتا تھا۔ اُمِّ سلیم اس کو جمع کر کے
خوشبو (عطر) اور شیشیوں میں ڈال کر ملا لیتیں
حضور نے استفسار فرمایا: اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا یہ کیا
کرتی ہو؟ عرض کی ہیں اس کو اپنی خوشبو ہیں ملا
لیتی ہوں"۔

عن ابی هريرة قال جاء رجل الى النبی صلی الله عليه وسلم فقال يارسول الله انی زوجت ابنتی واحب ان تعينني، قال وما عندی شئ ولاكن ايتنی بقارورة واسعة الرأس وعود شجرة فاتاه بهما فجعل النبی صلی الله عليه وسلم يسلت العرق من ذراعيه حتی امتلأت القارورة قال فخذها ومر ابنتك ان تغمس هذا العود فی القارورة وتطيب به فكانت اذا تطيبت به يشم اهل المدينة رائحة ذالك الطيب فسموا بيت المطيبين (ابويعلی والطبرانی فی الاوسط وابن عساكر)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر

ہوا اور عرض کی یارسول اللہ میں نے اپنی بیٹی کی شادی کردی ہے۔ آپ میری مدد فرمائیے۔ حضور نے فرمایا میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ ایک چوڑے منہ کی شیشی اور ایک درخت کی لکڑی میرے پاس لے آؤ۔ وہ شخص یہ دونوں چیزیں لے آیا تو حضور نے اپنے دونوں بازوؤں کے پسینہ سے بھرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ شیشی بھر گئی۔ تو اسے دے دی اور فرمایا، اپنی بیٹی سے کہہ دو کہ اس لکڑی کو اس شیشی میں بھگوئے اور اس سے خوشبو لگائے۔ پس جب وہ اس پسینہ مبارک کی خوشبو لگاتی تو اہل مدینہ اس کی خوشبو محسوس کرتے۔ اس لئے انہوں نے اس گھر کا نام بیت المطیّبین (خوشبو والوں کا گھر) رکھ دیا۔"

عن جابر بن عبد اللہ قال کان فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال لم یکن فی طریق فیتبعہ احد الّا عرف انّہ قد سلکہ من طیب عرقہ او عرفہ ولم یکن یمر بحجر ولا شجر الّا سجد لہ۔ (رواہ البیہقی ابو نعیم، خصائص الکبریٰ جلد اوّل ص۱۱۴)۔

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ایک یہ خصوصیت تھی کہ جب حضور کسی راستے سے گزرتے تو ہر شخص آپ کے پسینہ کی خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس راستے سے گزرے ہیں۔ یا اس طرح بھی پہچان لیتا کہ جب آپ گزرتے تو شجر و حجر آپ کو سجدہ کرتے۔"

واضح رہے کہ اس مضمون کی سینکڑوں روایات کتب احادیث میں منقول ہیں جن سے بلاشک و شبہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مافوق البشر ہیں۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی اصل حقیقت اور عند اللہ اپنے منفرد مقام رفیع اور مرتبۂ محبوبیت کو بخوبی جانتے ہیں اور یہ بھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہِ راست فیض پانے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نور من نور اللہ، مافوق البشر جانتے اور مانتے ہیں۔ ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس قدر والہانہ عشق و عقیدت و تعظیم اور ادب و احترام کے یہ بے مثال و بے نظیر، بے شمار مظاہرے وقوع پذیر نہ

ہوتے جن میں سے صرف چند واقعات بطور نمونہ سطور بالا میں لکھے گئے ہیں تاکہ منکرین اشقیاء ازلی نجدیہ وہابیہ پر حجت قائم ہو۔ اور مسلمانوں کے دلوں کو سکون واطمینان اور فرحت وانبساط حاصل ہو۔

کیا نجدی وہابی اس سوال کا جواب دے سکتے ہیں؟

کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے تا ایں دم پوری دُنیا میں کہیں بھی کبھی بھی حبیب خُدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی مذہبی، دینی رہنما یا دنیوی سیاسی پیشوا یا حکمران ایسا ہوا ہے جس کے عقیدت مندوں، پیروؤں، یا ماتحتوں، زیر دستوں میں سے کسی نے اس سے عقیدت ومحبت اور اس کی تعظیم وتکریم کا اظہار اس طرح کیا ہو جس طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ؟

اس سوال کا جواب قطعاً نفی میں ہی ہے۔ کوئی بھی اس کا جواب اثبات میں دے ہی نہیں سکتا کہ یہ ناممکن اور محال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر لحاظ سے بے مثل وبے نظیر بنایا ہے۔

امام اہلسنت مجدد مأۃ حاضرہ حضرت احمد رضا بریلوی

علیہ الرحمۃ بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں ؎

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نُور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھکو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا !
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم !

۱۔ والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا (پ۳۰ ع۱۶)
سُورج اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔

۲۔ والضحٰی واللیل اذا سجٰی (پ۳۰ ع۱۸)۔
چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے۔
بعض مفسرین نے فرمایا کہ چاشت اشارہ ہے نُورِ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف اور شب کنایہ ہے آپ کے گیسوئے عنبرین سے۔ (تفسیر روح البیان، تفسیر خزائن العرفان)۔

۳۔ لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد (پ۳۰ ع۵)
مجھے اس شہر کی قسم (یعنی مکہ مکرمہ کی) کہ اے محبوب!

کہ تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔"
اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکہ مکرمہ کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی کی بدولت حاصل ہوئی۔

۴۔ وقیلہٖ یارب ان ھٰؤلاء قوم لا یومنون ۵ (پ ۲۵ ع ۱۳)

"مجھے رسول (سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اس کہنے کی قسم! کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ کا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول مبارک کی قسم فرمانا حضور کے اکرام اور حضور کی دعا و التجا کے احترام کا اظہار ہے۔
(خزائن العرفان)

۵۔ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون (پ ۱۴ ع ۵)

"اے محبوب مجھے تیری جان کی قسم! یہ کافر اپنے نشے میں اندھے ہو رہے ہیں۔"

مولای صل وسلم دائما ابدا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم
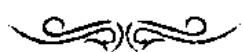
فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا

انبیاء، ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء علیہم الرحمتہ

متصرف فی الامور و مدبرات الامور ہیں

آیت مبارکہ: قل ادعوا الذین زعمتم من دون
اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت
ولا فی الارض ومالھم فیھما من شرک
ومالہ منھم من ظھیر۔

ترجمہ نجدی: "کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں
گمان ہے سب کو پکار لو نہ ان میں سے
کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک
ذرہ کا اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ
ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔"

تفسیر نجدی: یعنی معبود ہونے کا یہاں زعمتم کے دو مفعول
محذوف ہیں زعمتموھم آلھۃ۔ یعنی جن جن
کو تم معبود خیال کرتے ہو، یعنی انہیں نہ خیر پر کوئی اختیار ہے
نہ شر پر، کسی کو فائدہ پہنچانے کی قدرت ہے نہ نقصان سے
بچانے کی، آسمان وزمین کا ذکر عموم کے لئے ہے۔ کیونکہ تمام

خارجی موجودات کے لئے یہی ظرف ہیں۔ نہ پیدائش میں نہ ملکیت میں اور نہ تصرف میں جزوی معاملے میں بھی اللہ کی مدد کرتا ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی بلا شرکت غیرے تمام اختیارات کا مالک ہے۔ اور کسی کے تعاون کے بغیر ہی سارے کام کرتا ہے۔

اور صہ ۱۲۰ پر ہے: قل من یرزقکم من السمٰوٰت والارض قل اللہ وانا او ایاکم لعلیٰ ھدًی او فی ضلٰل مبین ○

ترجمہ نجدی: " پوچھئے کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے، خود جواب دیجئے کہ اللہ تعالیٰ۔ سنو ہم یا تم یا تو یقیناً ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں۔"

صہ ۱۱۵۶۔ آیت مبارکہ: یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہٗ الف سنۃ مما تعدون ○

ترجمہ نجدی: "وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے، پھر وہ کام ایک ایسے دن میں اس کی طرف چڑھ جاتا ہے، جس کا

اندازہ تمہاری گنتی کے ایک ہزار سال کے برابر ہے"۔

تفسیر نجدی: یعنی اے غیر اللہ کے پجاریو اور دوسروں پر بھروسہ رکھنے والو! کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؟ آسمان سے جہاں اللہ کا عرش اور لوح محفوظ ہے اللہ تعالیٰ زمین پر احکام نازل فرماتا، یعنی تدبیر کرتا اور زمین پر ان کا نفاذ ہوتا ہے۔ جیسے موت اور زندگی، صحت اور مرض، عطا اور منع، غنا اور فقر، جنگ اور صُلح، عزت اور ذلت وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ عرش کے اُوپر سے اپنی تقدیر کے مطابق یہ تدبیریں اور تصرفات کرتا ہے"۔

تفسیر نجدی ص۳۴۵

آیت مبارکہ: وان یمسسک اللہ بضرّ فلا کاشف لہ الّا ھو وان یمسسک بخیر فھو علیٰ کل شیءٍ قدیرہ

ترجمہ نجدی: "اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دُور کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے"۔

تفسیر نجدی: یعنی نفع وضرر کا مالک کائنات میں ہر طرح کا

تصرف کرنے والا صرف اللہ ہے اور اس کے حکم وقضا کو کوئی رد کرنے والا نہیں ہے''۔

تفسیر نجدی ص۱۰۲۶ پر ہے:'' پس وہ سب اور کل گمراہ لوگ جہنم میں اوندھے مُنہ ڈال دیئے جائیں گے، یعنی معبودین اور عابدین سب کو مال ڈنگر کی طرح ایک دوسرے کے اوپر ڈال دیا جائے گا۔ دُنیا میں تو ہر تراشا ہوا پتھر اور قبر پر بنا ہوا خوشنما قبّہ مُشرکوں کو خدائی اختیارات کا حامل نظر آتا ہے، لیکن قیامت کو پتہ چلے گا کہ یہ تو کھُلی گمراہی تھی کہ وہ انہیں رب کے برابر سمجھتے رہے''۔
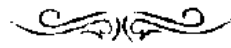
ردّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نام نہاد تفسیر نجدیہ کے مندرجہ بالا اقتباسات میں بھی تحریف قرآن کی بھرمار کردی گئی ہے۔ یہ اشقیاء ازلی قرآن پڑھتے ہیں لیکن تعلیم قرآن کے منکر ہیں۔ چونکہ صاحب قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا ہوا ہے: ''یقرءون القرآن لا یجاوز حناجرھم''۔ یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق کے نیچے نہیں اترے گا، یعنی ان کے دل نورِ قرآن سے منور نہیں ہوں گے۔ قرآن کے فیوض و برکات سے بے بہرہ اور تعلیم قرآن کو سمجھنے سے محروم رہیں گے۔

نجدی وہابی تعلیماتِ قرآن کو سمجھنے اور ماننے سے عاری ہیں۔ اگر یہ بد بخت وہابی قرآن کو سمجھنے والے ہوتے تو وہ جان لیتے کہ خالقِ کائنات اللہ جل شانہٗ وحدہٗ

لاشریك لهٗ فعال لما یرید ٥ اور علیٰ کل شیءٍ قدیر ہے۔ سارے اختیارات اور تمام قدرتیں بالذات مستقلاً اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اسے کسی مشیر و مددگار کی قطعاً احتیاج نہیں۔ اس کی مشیت و اذن کے بغیر کوئی پتّا اور ذرّہ تک حرکت نہیں کرسکتا۔ اور نجدی وہابی یہ حقیقت بھی جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت و حکمت کے تحت عالم دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے۔ اس لئے کائنات میں ہر چھوٹا بڑا کام اسباب و ذرائع اور وسائل سے انجام پاتا ہے، یہ سُنّتِ الٰہی ہے " ولن تجد لسنت اللہ تبدیلاً ٥" (قرآن)

نیز وہابیہ پر یہ بھی واضح ہو جاتا کہ اللہ تعالیٰ کی تدابیر اس کی مشیّت سے مخلوقات کے ذریعہ اور وسیلہ سے ظہور پذیر ہیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی مشیّت و قدرت ہی ہر چیز اور ہر امر میں مؤثر حقیقی ہے۔ باقی جملہ اشیاء مظاہر قدرت و صفاتِ الٰہی ہیں۔ اس حقیقت کا انکار سُنّت اللہ کو جھٹلانا ہے، کُفر و ضلالت ہے۔

واضح رہے کہ قرآن و حدیث کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لئے ذرّہ بھر قدرت یا اختیار

ثابت کرنا یا کسی بھی صفت کو ماننا اگر بالذات ہو تو شرک ہے، لیکن غیر اللہ کے لئے کسی صفت کا اثبات بہ عطائے الٰہی ہرگز شرک نہیں۔ جب کہ وہ صفت قرآن وحدیث سے ثابت ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ کفار، مشرکین آثار کو اسباب کی طرف حقیقۃً منسوب کرتے ہیں مگر مسلمان اسباب کو وسائل جانتے ہیں اور ان وسائل کے حجابات میں قادرِ مطلق کے دستِ قدرت کو دیکھتے ہیں۔ اختیارِ بالذات اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتے ہیں اور افعال وصفات اور تاثیرات کو اسباب ووسائل کی طرف مجازاً منسوب کرتے ہیں نہ کہ حقیقۃً۔ پھر اگر اس فرق وامتیاز کو تسلیم نہ کیا جائے تو انسان ہر بات میں مشرک ہو جائے اور ایمان کی کوئی راہ ہی نہ رہے تو ثابت ہوا کہ غیر اللہ کے لئے صفات وکمالات بعطائے الٰہی تسلیم کرنا اور ثابت کرنا شرک نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ فاعل حقیقی اور مدبر الامور ہے ملائکہ وانبیاء واولیاء ظہور فعل وتدابیر کا ذریعہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ دُنیا کا ہر چھوٹا بڑا کام اپنی قدرت

سے خود ہی پورا کردے مگر وہ ایسا نہیں کرتا، اس نے اپنی
مشیت کے تحت انتظام دنیا کے لئے ملائکہ وانبیاء واولیاء
کو مقرر فرمایا ہے اور ان کے علیحدہ علیحدہ محکمے بنا دیئے ہیں۔
رحم مادر میں بچوں کا جسم بنانا اور ان کے جسم میں جان ڈالنے
کا محکمہ، ان کی تقدیر لکھنے اور جان نکالنے کا محکمہ، رزق
پہنچانے، ہواؤں کو چلانے، بادلوں کو بنانے اور بادلوں کو
اِدھر اُدھر لے جانے، بارش برسانے، لڑائیوں میں فتح وشکست
دینا، فصلیں اگانا، قبروں میں اموات سے سوالات کرنا،
عذاب دینا، ثواب پہنچانا، صور پھونک کر مردوں کو زندہ کرنا
قیامت قائم کرنا، میزان پر اعمال تولنا، جنّت اور جہنم کا
انتظام کرنا۔

غرضیکہ دنیا و آخرت کے سارے کام ملائکہ کے سپرد
کردیئے ہیں جو احکام الٰہی کے ماتحت خدمات انجام
دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ انبیاء واولیاء کو بھی خصوصی اختیارات
عطا فرمائے اور مختلف محکموں میں مختلف خدمات ان کے
سپرد کردیں۔ یہ تمام باتیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ” والنازعات غرقًا ہ والنّٰشطت
نشطًا ہ والسابحات سبحًا ہ والسابقات سبقًا ہ فالمدبرات

امرًا ۵ (پ ۳۰ ع ۳)۔

"قسم ان کی (یعنی فرشتوں کی) کہ سختی سے جان کھینچیں (کافروں کی) اور نرمی سے بند کھولیں، (یعنی مومنین کی جانیں نرمی کے ساتھ قبض کریں) اور آسانی سے پیریں (جسم کے اندر یا زمین و آسمان کے درمیان مومنین کی روحیں لے کر)۔ (کما روی عن علی رضی اللہ عنہ) پھر آگے بڑھ کر پہنچیں (اپنی خدمت پر جس کے مامور ہیں۔ (تفسیر روح البیان) پھر کام کی تدبیر کریں (یعنی امور دنیویہ کے انتظام جو ان سے متعلق ہیں ان کے سرانجام کریں"۔ (تفسیر خزائن العرفان)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرماتے ہیں: والنازعات غرقاً قسم ہے اس جماعت کی کہ کھینچتے ہیں اپنے تئیں کام میں سخت کھینچنا۔ والناشطات نشطاً اور قسم ہے اس جماعت کی کہ شوق و خوشی پیدا کرتے ہیں کام میں، یعنی کام ہنسی خوشی سے کرتے ہیں۔ والسابحات سبحًا اور قسم

ہے اس جماعت کی جو تیرتے ہیں کام کرتے ہیں تیرنا کر کے اور بے رنج اور بے مشقت کام میں مشغول ہوتے ہیں فالسابقاتِ سبقًا ہ پھر قسم ہے ان کی جو اپنے برابر والوں سے کام میں بڑھ جاتے ہیں۔ فالمدبرات امرًا ہ پھر قسم ہے ان کی جو تدبیر کرنے والے ہیں، کام کے کہ جتنے پہلے مذکور ہو چکے سب اپنے اپنے کاموں کی تدبیریں ان سے پوچھتے ہیں۔

اور حرف ”ف“ کے لانے کا سبب ان دونوں قسموں کے آخر میں یہ ہے کہ ان دونوں (فالسابقات سبقًا اور فالمدبرات امرًا) کا مرتبہ بہت بلند ہے پہلے تینوں (والنازعات غرقًا۔ والناشطات نشطاً۔ والسابحات سبحًا)۔ فرقوں کی نسبت سے اس واسطے کہ یہ خود بھی کامل ہیں اور دوسرے کو بھی کامل کر دیتے ہیں اور آخر والے (فالمدبرات امرًا) کا مرتبہ چوتھے (فالسابقات سبقًا) سے بھی زیادہ ہے۔ اس واسطے کہ چوتھے مرتبہ والے سبقت اپنے ہم چشموں کی انہیں کی تدبیر بتلانے سے ہوئی ہے۔ اور گویا کہ عالمِ دُنیا میں قائم رکھنے والے اس کام کے یہی ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ نازعات اور ناشطات

وہ فرشتے ہیں جو رسالت اور کاموں کے جاری کرنے پر مقرر ہیں۔ اور "مدبرات امرًا" یعنی بڑے درجے اور بڑے مرتبے کے فرشتے ہیں۔

جیسے حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل علیہم السلام معہ اپنے لشکر اور ایسے سرداروں کے کہ ہر ایک کو ان میں سے ہونے والے کاموں کی تدبیروں کے واسطے مقرر فرمایا ہے۔ جیسے حضرت جبریل علیہ السلام کو انتظام ہوا اور لڑائی اور وحی اُتارنا رسولوں پر اُن سے متعلق ہے۔ اور حضرت میکائیل علیہ السلام سے پانی برسانا اور زمین سے اُگانا اور رزق کا پہنچانا ان سے تعلق رکھتا ہے۔ اور حضرت اسرافیل علیہ السلام سے صُور کا پُھونکنا اور آدمیوں اور جانوروں میں رُوح کا ڈالنا ہے۔ اور لوحِ محفوظ اور اندازہ کرنا رزق اور عمر اور ہر شے کا متعلق ہے۔ اور حضرت عزرائیل علیہ السلام مُردوں کی روحیں قبض کرنے پر اور بیماریوں اور آفتوں پر مقرر ہیں۔

تفسیر معالم التنزیل میں ہے: قال ابن عباس هُمُ الملائكة وُكّلوا بِاُمُوْرٍ عرّفهم الله تعالٰی بها قال عبد الرحمٰن ابنِ

سابط۔ مدبرالامر فی الدنیا اربعۃ جبرئیل ومیکائیل وملک الموت واسرافیل علیھم السلام فَاَمَّا جبرئیل فَوُکِّلَ بالریاح وَالْجُنُوْدِ واما میکائیل فوکل بالمطر والنبات وَاِمَّا ملک الموت فَوُکِّلَ بقبض الْاَنْفُسِ واما اسرافیل فھو یاللمرِ عَلَیْھِمْ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ یہ مدبرات ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے ہیں جن کی کارروائی اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم فرمادی ہے۔ حضرت عبدالرحمن ابن سابط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔ جبرئیل میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل علیہم السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام تو ہواؤں اور لشکروں پر مؤکل ہیں۔ (کہ ہوائیں چلانا اور لشکروں کو فتح و شکست دینا ان کے متعلق ہے) اور حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور روئیدگی پر مقرر ہیں (کہ مینہ برسانے اور درخت گھاس اور کھیتی وغیرہ اگاتے ہیں) اور حضرت عزرائیل علیہ السلام روحیں قبض کرنے پر

مؤکل ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں۔"

تفسیر بیضاوی میں ہے

او صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیداً من اغراق والنازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت فتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفہا وقوتہا من المدبرات۔

"یا ان آیاتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ ارواحِ اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے، جب وہ اپنے پاک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوتِ تمام جدا ہو کر عالمِ بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی ہوئی خطیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں۔ پس اپنی بزرگی اور طاقت کے باعث کاروبارِ عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔"

تفسیر روح البیان میں ہے

فتدبر بالرجوع الی الکثرۃ امر

الدّعوۃ الی الحق والھدایۃ وامر النظام فی مقام التفضیل بعد الجمع ثم ان النفوس الشریفۃ لایبعد ان یظھر منھا اٰثارٌ فی ھٰذا العالم سواءٌ کانت مفارقۃ عن الابدان اولا فتکون مدبرات؀

"یعنی نفوسِ قدسیہ بدنی تعلقات سے الگ ہونے کے بعد صفاتِ الٰہی کے دریاؤں میں تیرتے ہوئے مقام فنا فی الوحدت میں سابق ہوتے ہیں، پھر کثرت کی طرف رجوع کر کے امرِ دعوتِ الی الحق و ہدایات اور مقامِ تفضیل میں امرِ نظام کی تدبیر کرتے ہیں۔ اور ان کی یہ حالت دنیوی زندگی اور انتقال کے بعد دونوں صورتوں میں یکساں ہوتی ہے۔"

شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی فرماتے ہیں

فکذالک الانسان قد یکون فی حیواتہ الدنیا مشغولاً بشھوۃ الطعام والشراب والغلمۃ وغیرھا من مقتضیات الطبعیۃ والرسم ولاکنہ قریب الماخذ من الملائکۃ الاسافل قوی الانجذاب الیھم فاذامات

انقطعت العلائق و رجع الیٰ مزاجہ فلحق بالملائکۃ وصار منھم والھم کالھامھم وسعی فیما یسعون فیہ (حجۃ البالغۃ ص۴۲)۔

" بالکل اسی طرح انسان کا حال ہے کہ وہ اپنی دنیاوی زندگی میں کھانے پینے اور شہوتِ نفسانی اور اسی طرح کے دیگر طبعی تقاضوں کو پورا کرنے اور زندگی کے مختلف مراسم و معاملات میں مصروف رہتا ہے۔ لیکن اس کا قریبی تعلق ملائکہ سافل سے ہوتا ہے اور انہی کی جانب اس کو زیادہ میلان اور کشش ہوتی ہے۔ لہٰذا جب وہ مرجاتا ہے تو اس کے تمام جسمانی علائق و تعلق ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ اپنی اصلی طبیعت کی طرف عود کر آتا ہے اور پھر ملائکہ میں مل کر انہی کا ہو جاتا ہے۔ اور انہی کے الہامات اس کو بھی ہونے لگتے ہیں اور ان جیسے کام وہ بھی کرنے لگتا ہے۔ (اور اس طرح ان کا دست و بازو بن جاتا ہے)۔

قرآن و حدیث سے بالصراحت ثابت ہے کہ نفوسِ قدسیہ ملائکہ، انبیاء و رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاءِ عظام

قدسنا اللہ باسرارھم من دون اللہ نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کی مقبول برگزیدہ ہستیاں ہیں۔ اللہ عزّوجل نے ان کو اپنی مشیّت سے متصرف فی الامور اور مدبّر الامور بنایا ہے۔ ان کو قوتِ تصرّف بہ عطائے الٰہی حاصل ہے۔ یہ نفوسِ قدسیہ باذنِ اللہ تعالیٰ کاروبارِ عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

لیکن توحیدِ شیطانی کے پجاری نجدی وہابی ان کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتِ تصرّف کا انکار کرتے ہیں اور اُن کے مدبّر الامور ہونے کی تردید کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے واضح ارشادات کو نہیں مانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور۔ (پ۱۳ سورۃ ابراہیم ع ۱)۔

"ایک کتاب ہے (یہ قرآن مجید) کہ ہم نے تمہاری طرف اُتاری کہ تم لوگوں کو (کفر کی) اندھیریوں سے (ایمان کے) اُجالے میں لاؤ۔"

واضح رہے کہ کفر کے اندھیرے سے نکالنا اور ایمان کے اُجالے میں لانا اللہ تعالیٰ کا فعل اور اس کی صفت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت دی ہے، یہ نسبت مجازی ہے۔ اللہُ ولیّ الذین امنوا

یخرجھم من الظلمات الی النور (پ۳ ع۲)۔

"اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت حقیقی ہے: قال انما انا رسول ربك لاھب لك غلاما ذکیا (پ۱۶ سورہ مریم ع۲) جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم سے فرمایا:

"میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ستھرا بیٹا دوں۔"

بیٹا دینا اللہ کی قدرت میں ہے۔ حقیقتہً جبریل علیہ السلام نے بیٹا دینے کی نسبت براہِ راست اپنی طرف فرمائی یہ نسبت مجازی ہے۔

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

وانك لتدعوھم الی صراط مستقیم ٥ (پ۱۸ ع۱۲)

"اور اللہ جسے چاہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت فرمانے کی نسبت حقیقی ہے۔

انك لتھدی الی صراط مستقیم ٥ (پ۱۸ ع۴)۔

"بے شک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت

فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہدایت فرمانے کی نسبت مجازی ہے۔

فاذا قرأناہ فاتبع قرآنہ۔ (پ ۲۹ ع ۱۷)۔

"تو جب ہم اسے پڑھ چکیں تو اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو"۔

تفسیر جلالین میں ہے: "فاذا قرأناہ (علیک بقراۃ جبرئیل) فاتبع قرآنہ (استمع قرآنہ)۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی قراۃ کو اپنی قراۃ قرار دیا ہے۔ جبریل علیہ السلام کے قرآن پڑھنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا کہ اے میرے محبوب! جب میں قرآن پڑھوں تو آپ خاموشی سے سنا کریں۔ اس آیت میں بندے کے فعل کی نسبت بندے کی طرف از روئے کسب فعل کے ہے۔ اور یہ نسبت نسبتِ مجازی اور بندے کے فعل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف از روئے خلق فعل کے ہے اور یہ نسبت نسبتِ حقیقی ہے۔

وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ۔ (پ ۱۰ ع ۱۵)۔

اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ اور اس کے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔"

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے غنی کرنے اور فضل کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی فرماتا ہے حقیقۃً بالذات اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضل سے غنی فرماتے ہیں۔ باذنِ وعطاءِ الٰہی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت حقیقی ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبتِ مجازی۔

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ۔

(پ۲۲ ع)۔

"اور اے میرے محبوب! یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نعمت دینے کی نسبت اپنی طرف بھی فرمائی اور اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت حقیقی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت مجازی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غنی کرنے فضل اور نعمت دینے کی نسبت

اپنی طرف بھی فرمائی۔ سرکار دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی فرمائی۔ واضح ہوا کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غنی کرتے، فضل و کرم فرماتے اور نعمتیں عطا فرماتے ہیں فرمانِ الٰہی قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔

نجدیہ وہابیہ خبیثہ کا اس عقیدہ کو شرک و کفر قرار دینا قطعاً غلط ہے، بکواس ہے، قرآن کی تردید کرنا ہے۔ جو بجائے خود شرک و کفر اور دینِ اسلام سے خروج ہے۔ نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں قرن الشیطان ابنِ عبد الوہاب نجدی کے من گھڑت، ایمان سوز باطل اصول کے مطابق قرآن و حدیث کی تاویلاتِ فاسدہ اور ابلیسانہ تحریفات کے ذریعے قرآن و حدیث کی صریحاً مخالفت کی گئی ہے۔ اور از اوّل تا آخر سارے مسلمانوں کو مشرک و کافر قرار دیا گیا ہے۔ نعوذ باللہ من ہفوات الوہابیۃ الخبیثۃ۔

قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم۔

(پ ۲۱ سورہ سجدہ رکوع ۱)۔

"تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے"۔

كذالك يجزى الله المتقين الذين يتوفاهم الملائكة طيبين (پ۱۴ سورہ نحل ع ۴)۔

"اللہ ایسا ہی صلہ دیتا ہے پرہیزگاروں کو وہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے ستھرے پن میں"۔

الذين تتوفاهم الملائكة ظالمي انفسهم۔ (پ۱۴ سورہ نحل ع ۴)۔

"وہ کہ فرشتے ان کی جان نکالتے ہیں اس حال پر کہ وہ اپنا بُرا کر رہے تھے"۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے فعل قبض ارواح کو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام اور اس کے ماتحت ملائکہ کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ حالانکہ آیت مبارکہ "الله يتوفى الانفس حين موتها" سے واضح ہے کہ جانداروں کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ ہی ان کی جانوں (ارواح) کو قبض فرماتا ہے۔ اب غور کا مقام ہے کہ ایک ہی فعل "قبض ارواح" کے منسوب الیہ بظاہر علیحدہ علیحدہ چار ہیں۔

ایک آیت سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ قبض ارواح فرماتا ہے اور وفات دیتا ہے اور دوسری آیت سے ثابت

ہوتا ہے کہ ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام قبض ارواح فرماتا ہے۔ اور تیسری آیت سے واضح ہے کہ نیکوکار متقین کی ارواح کے قبض کرنے والے بہت سے فرشتے ہیں اور چوتھی آیت سے ظاہر ہے کہ ظالموں کی ارواح قبض کرنے والے بہت سے ملائکہ ہیں۔

پس توحید شیطانی کے پجاریوں نجدی وہابیوں کے من گھڑت خانہ ساز ابلیسی اصول کے مطابق ہر جگہ نسبت حقیقی ہی مراد لی جائے تو معاذ اللہ قرآن مجید میں تعارض واقع ہوتا ہے۔ یعنی آیات قرآن میں اختلاف کثیر ثابت ہوتا ہے جو کہ از روئے قرآن مجید محال ہے۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ۝

"اگر یہ قرآن غیر اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر پایا جاتا۔"

یہ اس پر دلیل ہے کہ قرآن مجید کلام اللہ ہے۔ اس لئے کہ اس میں اختلاف کثیر نہیں پایا جاتا لیکن نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی رُو سے قرآن مجید میں اختلاف کثیر ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ حالانکہ حقیقتہً قرآن

مجید میں قطعاً تعارض و اختلاف نہیں ہے۔ یہ صرف منکرین وہابیہ کی سمجھ کا قصور اور ان کے اصول باطلہ کا فتور ہے۔

پس بات دراصل وہی ہے کہ ان آیات میں ایک ہی فعل قبض ارواح کے منسوب الیہ اگرچہ چار ہیں۔ مگر نسبتوں کا فرق ہے۔ جس آیت میں فعل قبض ارواح اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے یہ نسبت حقیقی ہے کہ اللہ تعالیٰ قابض ارواح ہے حقیقۃً اور جن آیات میں فعل قبض ارواح ملائکہ سے منسوب ہے اس سے نسبت مجازی مقصود ہے یعنی ملائکہ قابض ارواح ہیں باذن اللہ مجازاً۔ اللہ تعالیٰ خالق فعل اور ملائکہ کاسب فعل ہیں اور پھر ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کی نسبت فعل قبض ارواح اس لحاظ سے ہے کہ تمام جانداروں کی روحوں کا قبض کرنا ملک الموت کا ہی کام ہے۔ اور ملائکہ ملک الموت کے تحت مددگار اور وسائط ہیں۔ اس لئے ملائکہ کی طرف بھی نسبت فعل قبض ارواح کی گئی۔ پھر ملک الموت کے ماتحت مددگار دو قسم پر ہیں۔

۱۔ نیک بندوں کی ارواح قبض کرنے والے

ملائکہ جو ان کی شان کے مطابق نیک برتاؤ کرتے ہیں۔

۲۔ کفار و منکرین اور ظالمین کی روحوں کو قبض کرنے والے ملائکہ جو نہایت ڈراؤنی صورتوں میں نہایت سختی اور عذاب کے ساتھ پیش آتے ہیں

تفسیر جلالین میں ہے قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم (ای بقبض ارواحکم) حاشیہ واعلم ان اللہ اخبرھٰھنا ان ملک الموت ھو المتوفی والقابض وفی موضع انہ ھو اللہ تعالیٰ فوجہ الجمع بین الآی ان ملک الموت یقبض الارواح والملائکۃ اعوان لہ یعالجون و یعملون بامرہٖ واللہ تعالیٰ یزھق الروح فالفاعل لکل فعل حقیقۃً والقابض الارواح جمیع الخلائق ھو اللہ وان ملک الموت اعوانہٗ وسائط۔

تفسیر روح البیان میں بھی یہی مضمون ہے۔

ترجمہ: "تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔ یعنی ارواح کو قبض کرنے پر مؤکل ہے۔"

اور جاننا چاہیئے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی

کہ ملک الموت وفات دینے اور روح قبض کرنے والا ہے اور ایک جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے وفات دیتے اور قبض ارواح کرتے ہیں۔

اور دوسری جگہ فرمایا کہ وفات دینے والا اور رُوح قبض کرنے والا خاص اللہ تعالیٰ ہے۔ پس ان آیات میں مطابقت اس طرح ہے کہ ملک الموت (حضرت عزرائیل علیہ السلام) قبض ارواح کرتا ہے۔ اور فرشتے قبض ارواح میں اس کے مددگار ہیں جو اس کے حکم کے تحت عمل کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ روح کو نکالتا ہے۔ پس درحقیقت ہر فعل کا فاعل اور جملہ خلائق کی ارواح قبض کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور ملک الموت اور اس کے مددگار ملائکہ (فعل الٰہی کے ظہور اور حکم الٰہی کے نفاذ کے لئے) وسائط یعنی واسطے ہیں۔"

یاد رکھیئے کہ کسی کام یا کسی امر کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو نسبت حقیقی مراد ہوتی ہے۔ اور وہی کام یا وہی امر جب ملائکہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کی طرف منسوب ہو تو اس سے نسبت مجازی مراد ہوتی ہے اگرچہ کلام میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو۔

نجدی وہابیوں کے پاس سب سے بڑا گمراہ کُن ہتھیار

یہی ہے کہ وہ آیات قرآن اور روایات حدیث کا ترجمہ و مفہوم بیان کرنے میں نسبت حقیقی اور نسبت مجازی میں کوئی فرق و امتیاز نہیں رکھتے، صفات ذاتی اور صفات عطائی کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ اقسام اسناد کو مٹا کر منشاء قرآن و منشاء حدیث کے خلاف من گھڑت مطلب و مفہوم بیان کر کے بے علم یا کم علم مسلمانوں کو بہکاتے اور گمراہ کر دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بے دین وہابی اپنے گرو دیو ابن عبدالوہاب نجدی کے بنیادی حربہ تلبیس و تحریف کے ذریعے بتوں اور بت پرستوں کے بارے میں وارد آیات و روایات کو نفوس قدسیہ پر چسپاں کرتے ہیں۔ کتاب و سنت کا نام لے کر کتاب و سنت کی تکذیب و تردید کرتے ہوئے ذرہ بھر نہیں شرماتے۔

چنانچہ نام نہاد تفسیر نجدیہ وہابیہ میں اوّل تا آخر ایسے ہی شیطانی ہتھکنڈے استعمال کئے گئے ہیں، جن کی فقیر راقم

الحروف گذشتہ صفحات میں مفصلاً کافی تردید کر چکا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز آئندہ صفحات میں بھی بدلائل وشواہد مکمل طور پر تردید کرے گا تاکہ مسلمانوں پر بلا جواز شرک وکفر کی اندھادھند گولہ باری کرنے والے ظالم اشقیاء ازلی نجدی وہابیوں کی گمراہ کُن فریب کاریوں اور ملمع سازیوں کی اصلیت مزید واضح ہو جائے اور مسلمان ان کے دجل وفریب سے بچ سکیں۔ وباللہ التوفیق وھوالمستعان۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل من یرزقکم من السماء والارض من یملك السمع والابصار ومن یخرج الحیّ من المیّت ویخرج المیّت من الحیّ ومن یدبّر الامر فسیقولون اللہ (پ ۱۱ رکوع ۹ کی پہلی آیت)۔

"تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے (آسمان سے مینہ برسا کر اور زمین سے سبزہ اُگا کر) یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا (اور یہ حواس تمہیں کس نے دیئے ہیں) اور کون نکالتا ہے زندہ کو مُردے سے اور نکالتا ہے مُردہ کو زندہ سے۔ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔ تو اب کہیں گے "اللہ"

فقل افلا تتقون ہ ”تو تم فرماؤ، تو کیوں نہیں ڈرتے“؟
فذالکم اللہ ربکم الحق ج ” تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب“۔

اس آیت مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ کائنات کا تمام انتظام کرنے والا، کاروبارِ عالم کا چلانے والا اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا حقیقتہً اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا متصرف فی الامور اور مُدبر الامور نہیں۔ اس سے کفار و مشرکین کی تردید مقصود ہے، جو بُتوں اور دیوی دیوتاؤں وغیرہ ”من دون اللہ“ کو حقیقتہً متصرف فی الامور اور مدبر الامور جان کر ان کی پرستش کرتے ہیں۔

اس آیت مُبارکہ و نیز اسی مضمون کی دوسری آیات سے نجدی وہابی اپنے مخصوص مسلک کے تحت مشرکین و کفّار کے معبودانِ باطل کی جگہ انبیاء و اولیاء و ملائکہ کو ”من دون اللہ“ قرار دے کر ان سے توسّل و استمداد کرنے والے مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان ”انبیاء و اولیاء و ملائکہ علیہم السلام کو حقیقتہً متصرف فی الامور اور مدبر الامور نہیں جانتے اور نہ ہی ان کی عبادت کرتے ہیں۔ نجدی وہابیوں کا یہ بڑا ظلم اور جھوٹ ہے جو اس مضمون

کی آیات سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام قدسنا اللہ باسرارھم کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت تصرّف کا انکار کرتے ہیں اور ان کے لئے مدبر الامور ہونے کی تردید کرتے ہیں۔

چنانچہ اس مضمون کے شروع میں نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ سے نقل کردہ اقتباسات سے صاف ظاہر ہے کہ یہ توحید شیطانی کے پجاری ابن عبدالوہاب قرن الشیطان نجدی کے سوا کسی کی کوئی بات نہیں مانتے۔ نہ اللہ تعالیٰ کی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھل من خالق غیر اللہ (پ ۲۲ ع ۱۴) "کیا کوئی اور بھی خلق کرنے والا ہے اللہ کے سوا؟"

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی بھی خلق کرنے والا نہیں ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء (پ ۳ ع ۹) "اللہ ہے کہ تمہاری تصویر فرماتا ہے ماؤں کے پیٹ میں جیسے چاہے۔

حضرت حذیفہ ابن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں۔ اذا مر بالنطفة اثنتان واربعون لیلةً بعث اللہ الیھا ملکاً فصورھا وخلق سمعھا وبصرھا وجلدھا ولحمھا وعظامھا (الحدیث مسلم)۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچے کا مادۂ تولید چالیس دن تک ماں کے پیٹ میں جمع ہوتا ہے۔ پھر اتنے ہی دن جما ہوا خون رہتا ہے پھر اتنے ہی دن گوشت کی بوٹی۔ ثم یرسل الیہ الملك فینفخ فیہ الروح۔ جب تین چلّے گزر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور وہ اس میں جان ڈالتا ہے۔ ھٰذا لفظ مسلم

(مسلم، بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا نام پاک "ماحی" ہے یعنی کفر و شرک کے مٹانے والے۔ وہ خود صحیح حدیثوں میں فرمارہے ہیں کہ فرشتہ تصویر کرتا ہے، فرشتہ صورت بناتا ہے۔ فرشتہ کان، آنکھ، کھال، گوشت، ہڈیاں، بال اور خون خلق کرتا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ فرشتے کے ہاتھ سے ہو کر جان (روح) بھی فرشتہ ڈالتا ہے۔ شرک پسند گمراہوں کا اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا؟ (والعیاذ

باللہ رب العالمین ٥)۔

مجدد مأۃ حاضرہ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وہابیوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں: "جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اتنا ہی فرما کر چُپ ہو رہے تھے۔ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا ذَکِیًّا ٥ "میں تجھے ستھرا بیٹا دُوں"۔ یہاں تو اس سے کم درجہ شخص کے ہاتھوں پر دُنیا بھر کے بیٹی، بیٹوں کی خلق و تصویر ہو رہی ہے۔ احمق، جاہلو اپنے سسکتے ایمان کی جان پر رحم کرو، یہ فرقِ نسبت اُٹھانا، اقسامِ اسناد مٹانا نا خدا جانے تمہیں کن بُرے حالوں پہنچائے گا، مسلمانوں کو مشرک بنانا ہنسی کھیل سمجھا ہے؟" (الامن والعلیٰ)۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ویرسل علیکم حفظۃً۔ اللہ بھیجتا ہے تم پر محافظوں (نگہبان فرشتوں) کو ولہٗ معقبٰت من بین یدیہ ومن خلفہٖ یحفظونہٗ من امر اللہ "آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے کہ اس کی حفاظت (نگہبانی) کرتے ہیں اللہ کے حکم سے۔ یہ بدلی والے صبح کے محافظ عصر کو بدل جاتے ہیں اور عصر کے صبح کو۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: انّ الّذین قالوا ربنا اللہ ثمّ استقاموا تتنزّل علیھم الملائکۃ الّا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ○ نحن اولیاءکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ (پ ع)

"بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو نہ غم کرو۔ اور خوش ہو اس جنّت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا، ہم تمہارے مددگار ہیں (دوست ہیں) دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں"۔ تمہارے ساتھ رہیں گے اور جب تک تم جنّت میں داخل ہو تم سے جُدا نہ ہوں گے۔

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو ہمارے محافظ و نگہبان، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ہمارے مددگار دوست اور جنّت میں داخل ہونے کی بشارت دینے والے فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے بنی آدم کے رزقوں پر مؤکل ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جس بندے کو

ایسا پاؤ کہ سب فکریں چھوڑ کر فکرِ آخرت کا ہو رہا ہے۔ آسمان وزمین اور انسانوں سب کو اس کے رزق کا ضامن کر دو۔ یعنی بے طلب ہر طرف سے اسے رزق پہنچاؤ اور جسے روزی کی تلاش میں دیکھو وہ اگر راستی کا قصد کرے تو اس کے لئے اس کا رزق پاک اور آسان کر دو۔ اور جو حد سے بڑھے اسے اس کی خواہش پر چھوڑ دو۔ پھر ملے گا اتنا ہی جو میں نے اس کے لئے لکھ دیا ہے" (رواہ الترمذی فی النوادر)۔

نیز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بندۂ مومن اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام سے کہتا ہے، اس کی دعا قبول نہ کر کہ میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جب فاجر دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے جبریل! اس کی حاجت روا کر دے، میں اُس کی آواز سننا نہیں چاہتا" (ابن النجار، عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

نیز اللہ تعالیٰ کے محبوب، دانائے غیوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بنی آدم اس کام سے غافل ہے جس کے لئے اُسے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرشتہ

بھیجتا ہے کہ وقت پہنچنے تک اس کا نگہبان رہتا ہے"۔
(ابونعیم عن جابر رضی اللہ عنہ)۔

المختصر، قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس مضمون کی بہت آیات اور روایات ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو انسانوں کا نگہبان و محافظ بنایا ہے۔ فرشتے رات دن ہر وقت ان کی حفاظت و نگہبانی کی تدبیر اور تصرف میں لگے رہتے ہیں۔ جو دنیا و آخرت میں مسلمانوں کے مددگار ہیں۔ ان کو خوف اور غم سے بچانے کے لئے جنت کی بشارت دیتے ہیں، رزق پہنچاتے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام دُعائیں قبول کرتے ہیں، حاجت روائی فرماتے ہیں۔

لیکن نجدی وہابی اپنے مجموعۂ کفر و ضلالت نام نہاد تفسیر میں اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کی تکذیب و تردید کرتے ہوئے ملائکہ، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرحمۃ کو کفار کے معبودان باطل بُتوں میں شمار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل کرنے والے مسلمانوں کو بُت پرست ٹھہراتے ہیں۔

چنانچہ نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کے ص۱۲۰۵ پر ہے۔ "جن جن کو تم معبود خیال کرتے ہو انہیں نہ خیر پر کوئی اختیار ہے نہ شر پر، کسی کو فائدہ پہنچانے کی قدرت ہے نہ نقصان سے بچانے کی۔۔۔ نہ پیدائش میں نہ ملکیت میں اور نہ تصرّف میں جو کسی معاملے میں بھی اللہ کی مدد کرتا ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ ہی بلا شرکت غیرے تمام اختیارات کا مالک ہے اور کسی کے تعاون کے بغیر ہی سارے کام کرتا ہے"۔

اور ص۱۱۵۶ پر ہے" اے غیر اللہ کے پجاریو، اور دوسروں پر بھروسہ رکھنے والو! کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے؛ آسمان سے جہاں اللہ کا عرش اور لوحِ محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ زمین پر احکام نازل فرماتا یعنی تدبیر کرتا اور زمین پر اُن کا نفاذ ہوتا ہے۔ جیسے موت اور زندگی صحت اور مرض عطا اور منع، غنا اور فقر، جنگ اور صُلح، عزّت اور ذلّت وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ عرش کے اُوپر سے اپنی تقدیر کے مطابق یہ تدبیریں اور تصرّفات کرتا ہے"۔

الغرض نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں از اوّل تا آخر آیاتِ قرآن و روایاتِ حدیث میں تحریف معنوی کرتے ہوئے اسی طرح اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی تعلیم اور ارشادات کی تردید اور مخالفت کی گئی ہے اور خوارج الاصل نجدی وہابیہ کی توحید شیطانی کے تحت من گھڑت عقائد باطلہ وخیالات فاسدہ پھیلانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ تاہم ؎

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آنہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

الحمدللہ! کہ بفضلہٖ خداتعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم اجمعین، قرآن وحدیث سے انبیاء وملائکہ واولیاء عظام قدسنا اللہ باسرارھم کا متصرف فی الامور ومدبر الامور ہونا ثابت ومبرہن ہوچکا۔ اب ہر شخص کو اختیار حاصل ہے کہ جی چاہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ کی بات مان لے اور جی چاہے تو قرن الشیطان ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار وہابیوں کی خرافات پر ایمان لے آئے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

مولای صل وسلم دائمًا ابدًا علیٰ حبیبك خیر الخلق کلھم

فقیر ابوالحسان قادری غفرلہٗ

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں

ردّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

آیۃ مُبارکہ: ''واذ قال ربك للملائكة انى جاعل فى الارض خليفة۔''

ترجمہ نجدی '': اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں''۔

تفسیر نجدی '': خلیفہ سے مُراد ایسی قوم ہے جو ایک دوسرے کے بعد آئے گی اور یہ کہنا کہ انسان اس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے غلط ہے''۔

ردّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں حسب معمول و دستور وہابیہ'' قرن الشیطان'' ابنِ عبدالوہاب نجدی کی خانہ ساز توحید شیطانی کی ترجمانی کرتے ہوئے قرآن مجید کے

واضح ارشاد اور اجماعِ اُمت کی تردید کی گئی ہے۔ جب کہ سلف وخلف کی معتمد ومستند، بلند پایہ متداول تفاسیر میں ارشادِ باری تعالیٰ " اِنّی جاعل فی الارض خلیفۃ "۔ سے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ بنائے جانے کی صراحت کی گئی ہے۔

فقیر بنظرِ اختصار چند تفاسیر کی عبارات نقل کر رہا ہے۔ لیکن اس سے پہلے نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں اس آیت مبارکہ کے معنے ومفہوم میں کی گئی تحریف و خیانت کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ تاکہ کم علم، سیدھے سادے مسلمان ان اشقیاءِ ازلی کی گمراہ کن فریب کاری کو سمجھ کر گمراہی سے بچ سکیں۔

نام نہاد تفسیر نجدیہ میں آیت مُبارکہ " انّی جاعل فی الارض خلیفۃ "۔ کے تحت لکھا گیا ہے۔ " خلیفہ " سے مُرادِ ایسی قوم ہے جو ایک دوسرے کے بعد آئے گی۔ اور یہ کہنا کہ انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے غلط ہے "۔

نجدیہ وہابیہ کی اس غلط بیانی سے ان کی حق دشمنی اور محبوبانِ خدا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بغض وعناد

صاف ظاہر ہے۔ واضح رہے کہ از روئے لغت "خلیفہ" واحد کا صیغہ ہے جو فرد واحد کے لئے مستعمل ہے اس سے قوم مُراد لینا تحریف معنوی ہے۔ "قوم" جمع کا صیغہ ہے، جو جماعت کے لئے مستعمل ہے۔

چنانچہ امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "مفردات القرآن" میں ہے: "اَلْقوم" یہ اصل میں صرف مردوں کی جماعت پر بولا جاتا ہے جس میں عورتیں شامل نہ ہوں۔ چنانچہ فرمایا۔ لا یسخر قومٌ من قوم۔ (۴۹۔ ۱۱)۔ کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے۔ اور قرآن پاک میں عموماً مرد عورتیں سبھی مُراد لئے گئے ہیں لیکن اصل میں یہ مردوں کی جماعت پر بولا جاتا ہے جس پر کہ یہ آیت "الرجال قوّامون علی النساءِ"۔ الآیہ (۴۔۳۴)۔ مرد عورتوں پر بھاری اور حاکم ہیں، میں بھی تنبیہہ پائی جاتی ہے"۔ (مفردات القرآن ج ۲)۔

اور تفسیر کشاف میں ہے۔ القوم۔ الرجال خاصۃً لانھم القوامُ بِاُمورالنساءِ۔ (ص۱۵۳ جلد۲)۔

یہی تفسیر طبری (۲۶۔ ۹۳) میں بھی لکھا ہے۔ اور "بیان اللسان" میں ہے۔ قوم، مذکر و مؤنث النالول

کا گروہ"۔ قاموس الجدید میں ہے۔ قوم "پبلک"۔ اور اَلْمُنْجِدْ میں ہے۔ القوم "لوگوں کی ایک جماعت" اور غیاث اللغات میں ہے۔ قوم "گروہِ مرداں" اور منتخب اللغات میں ہے۔ قوم "گروہِ مرداں" وگاہے زناں را بہ تبعیت وتغلیب مرداں داخل کنند"۔ مردوں کے گروہ اور کبھی عورتوں کو بھی مردوں کی تبعیت وتغلیب کی وجہ سے قوم کہہ لیتے ہیں"۔

بلند پایہ تفاسیر اور کتبِ لغات سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد" انی جاعل فی الارض خلیفۃ" سے مُراد فردِ واحد ہے۔ یعنی آدم علیہ السلام اس صیغہ واحد سے "قوم" مراد لینا تحریفِ معنوی ہے۔ جو خیانت اور بد دیانتی اور حق دشمنی پر مبنی ہے۔

واضح رہے کہ انبیاء علیہم السلام سب بنی آدم، بشر یعنی انسان ہی تھے اور مرد تھے، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم ہیں۔ آدم علیہ السلام اور سارے انبیاء علیہم السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی اور خلیفہ ہیں۔

نجدی وہابی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و

عناد رکھتے ہیں۔ اس لئے نام نہاد تفسیر سعودیہ وہابیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی خلافت کو رد کرنے کی خاطر آیت مبارکہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ کے معنی ومفہوم کو بدل دیا گیا ہے۔ اور لکھ دیا گیا ہے خلیفہ سے مراد ایسی قوم ہے جو ایک دوسرے کے بعد آئے گی۔ اور یہ کہنا کہ انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے، غلط ہے۔

حالانکہ خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ثم جعلناکم خلائف فی الارض۔ واذکروا اذ جعلکم خلفاء "تمہیں ہم نے زمین میں خلیفہ بنایا۔ یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلیفہ بنایا"

خلیفہ سے مراد حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام اور بنی آدم انبیاء علیہم السلام ہیں۔ یہ سب انسان ہیں۔ خوارج الاصل نجدی وہابی قرآن مجید کے معانی ومفاہیم کو بدلنے اور تحریف کرنے میں کس قدر جری، دلیر اور بے باک ہیں، ان کی اس شیطانی حرکت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اگر یہ لوگ اشقیاء ازلی نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام کے خلیفہ ہونے کا انکار نہ کرتے، اس لئے کہ خلافت کے بارے میں

آیاتِ قرآن مجید کے سیاقِ بیان ہی سے واضح ہے کہ "خلیفۃ" سے مُراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ آیت مُبارکہ "واذ قال ربك للملائكة انی جاعل فی الارض خلیفۃ" سے لے کر فتلقیٰ ادم من ربہ کلمات فتاب علیہ تک پانچ آیات میں پانچ بار آدم علیہ السلام کا نام مذکور ہے۔

۱۔ وعلم ادم الاسماء كلها

۲۔ قال یاآدم انبئهم باسمائهم۔

۳۔ واذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم۔

۴۔ قلنا یاآدم اسکن انت و زوجك الجنة

۵۔ فتلقیٰ آدم من ربه كلمات فتاب علیه۔

توحید شیطانی کے پرستار نجدی وہابی بتائیں کہ آیا "انی جاعل فی الارض خلیفۃ" کی وضاحت کے لئے اللہ تعالیٰ کا پانچ مرتبہ آدم علیہ السلام کے نام کی تصریح فرمانا غلط ہے؛ نعوذ باللہ من هفوات النجدیۃ والوہابیۃ الخبیثۃ۔

نام نہاد تفسیر نجدیہ میں بدنیتی پر مبنی بددیانتی اور تحریف کی مزید وضاحت کے لئے اکابرینِ اُمت سلف

وخلف صالحین علیہم الرحمۃ والغفران کی بلند پایہ مستند و معتمد چند تفسیروں کی عبارتیں ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔ تاکہ کوئی الجھن باقی نہ رہے۔

خلیفۃ اللہ باعتبار عالم الاجساد آدم علیہ السلام ہیں

واذ قال ربك للملائكة انی جاعل فی الارض خلیفة ۔ (آیت نمبر ۳۰ سورہ البقرہ)

"اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں"۔

(خلیفہ احکام واوامر کے اجراء ودیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے۔ یہاں خلیفہ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں، اگرچہ اور تمام انبیاء بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں فرمایا۔ یا داؤد انا جعلناك خلیفة فی الارض"۔ اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔

ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کے خلیفہ بنانے کی خبر اس لئے دی گئی کہ وہ ان کے خلیفہ بنائے جانے کی حکمت دریافت

کر کے معلوم کریں اور ان پر خلیفہ کی عظمت و شان ظاہر ہو کہ
ان کو پیدائش سے قبل ہی خلیفہ کا لقب عطا ہوا۔ اور آسمان
والوں کو ان کی پیدائش کی بشارت دی گئی۔)

بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے
گا اور خون ریزیاں کرے گا۔ (ملائکہ کا مقصد اعتراض یا حضرت
آدم علیہ السلام پر طعن نہیں بلکہ حکمتِ خلافت دریافت کرنا
ہے اور انسانوں کی طرف فساد انگیزی کی نسبت کرنا اس کا
علم یا انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا ہو یا لوحِ محفوظ
سے حاصل ہوا ہو یا انہوں نے جنّات پر قیاس کیا ہو۔)

"ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك" اور
ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے
ہیں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے (یعنی میری
حکمتیں تم پر ظاہر نہیں۔ بات یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء
بھی ہوں گے۔ اولیاء بھی، علماء بھی اور وہ علمی و عملی دونوں
فضیلتوں کے جامع ہوں گے۔)

وعلم آدم الاسماء کلها" اور اللہ تعالیٰ نے
آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھلائے"۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر تمام اشیاء و جملہ

مسمیات پیش فرما کر آپ کو ان کے اسماء وصفات وافعال وخواص واصول علوم وصناعات سب کا علم بطریق الہام عطا فرمایا)۔

ثُمَّ عرضهم على الملائكة فقال انبئوني باسماء هٰؤلاء ان كنتم صدقين ○

"پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ"

یعنی اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو کہ میں کوئی مخلوق تم سے زیادہ عالم پیدا نہ کروں گا اور خلافت کے تم ہی مستحق ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ کیوں کہ خلیفہ کا کام تصرف وتدبر اور عدل وانصاف ہے اور بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خلیفہ کو ان تمام چیزوں کا علم ہو جن پر اس کو متصرف فرمایا گیا۔ اور جن کا اس کو فیصلہ کرنا ہے۔

بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا، بے شک تو ہی علم وحکمت والا ہے۔ (اس میں ملائکہ کی طرف سے اپنے عجز وقصور کا اعتراف اور اس امر کا اظہار ہے کہ ان کا سوال استفسارانہ تھا نہ کہ اعتراضاً۔ اور اب انہیں انسان کی فضیلت اور اس کی پیدائش کی حکمت

معلوم ہو گئی جس کو وہ پہلے نہ جانتے تھے۔

قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

"فرمایا اے آدم! بتا دے انہیں سب اشیاء کے نام جب اس نے (یعنی آدم علیہ السلام نے) انہیں سب نام بتا دیئے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے ہر چیز کا نام اور اس کی پیدائش کی حکمت بتا دی) فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔"

(ملائکہ نے جو بات ظاہر کی تھی وہ یہ تھی کہ انسان فساد انگیزی و خون ریزی کرے گا اور جو بات چھپائی تھی وہ یہ تھی کہ مستحق خلافت وہ خود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے افضل اعلم کوئی مخلوق پیدا نہ فرمائے گا۔)

" وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ

ابلیس ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین ٥

”اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔“

وقلنا یآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ وکلا منھا حیث شئتما ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین ٥ فازلھما الشیطان عنھا فاخرجھما مما کانا فیہ ٥

”اور ہم نے فرمایا اے آدم تُو اور تیری بیوی اس جنّت میں رہو اور کھاؤ اس میں بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا۔ (اس سے انگور یا گندم وغیرہ مراد ہے۔ جلالین) کہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ تو شیطان نے اس سے (یعنی جنّت سے) انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا۔“

وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین ٥ فتلقّٰی آدم

من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم۝

"اور ہم نے فرمایا نیچے اترو (حضرت آدم علیہ السلام وحوا رضی اللہ عنہا اور ان کی ذریت کو جو ان کی صلب میں تھی جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا) پھر سیکھ لئے آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے کچھ کلمے، تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کی توبہ قبول کی۔"

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی دعا میں "ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۝ کے ساتھ عرض کیا "اسئلك بحق محمد ان تغفرلی" اور ابن منذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اللھم انی اسئلك بجاہ محمد عبدك وکرامتہ علیك ان تغفرلی خطیئتی۔" یارب میں تجھ سے تیرے بندہ خاص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جاہ و مرتبہ کے طفیل میں اور ان کی کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں" یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔" (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر جلالین میں ہے

واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یخلفنی فی تنفیذ احکامی فیھا وھو آدم علیہ السلام "اے فرشتو! میں زمین میں اپنا نائب پیدا کرنے والا ہوں جو کہ میری زمین میں میرے احکام نافذ کرنے میں میرا خلیفہ ہوگا اور وہ آدم علیہ السلام ہے"

تفسیر جامع البیان میں ہے

واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یعنی آدم خلیفۃ اللہ فی ارضہ ینفذ قضاء اللہ واحکامہ۔ "اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یعنی آدم علیہ السلام کو (کہ) وہ اس کی زمین میں اللہ کا نائب ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فرامین واحکام نافذ کرے گا۔

تفسیر فتح العزیز

میں استاذ المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ رقم فرماتے ہیں۔ واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ : بہ تحقیق من گردانندہ ام در زمین

خلیفہ را کہ خلافتِ من نماید، در اشیاءِ زمین تصرّف کند و
چوں تصرّف در اشیائے زمین بدوں تصرّف در اسباب
آں اشیاء کہ مربوط بہ آسمان است متصور نیست پس ہر
چند آں خلیفہ از عناصرِ زمین پیدا شود و در محلِ کون و فساد
ساکن و مستقر گردد امّا در وے روحے آسمانی نیز خواہم دمید کہ
بہ سبب آں رُوح بر سکّان آسمان و مؤکلان کواکب نیز حکمرانی
نماید و آنہا را بکارِ خود مصروف سازد چنانچہ گویندہ گفت ؎

گدائے مصطبہ اَم لیک وقت مستی بیں
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم!

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں زمین میں خلیفہ
بنانے والا ہوں جو میری خلافت کرے اور زمین
کی چیزوں میں تصرّف کرے اور چونکہ اشیائے
زمین میں تصرّف کا تصور نہیں کیا جا سکتا جب
تک کہ اس کے اسباب میں کہ جو اشیائے مربوط
بہ آسمان ہیں تصرّف حاصل نہ ہو، اس لئے اگرچہ
وہ خلیفہ زمین کے عناصر سے پیدا ہوگا اور محلِ
کون و فساد میں سکونت اختیار کرے گا لیکن میں
اس میں آسمانی رُوح پھونکوں گا جس کے سبب وہ

ساکنانِ آسمان اور مؤکلانِ کواکب پر بھی حکمرانی کرے گا اور انہیں اپنے کام میں مصروف کرے گا۔"

پھر فرماتے ہیں۔ اورا قدرتے داد کہ نمونۂ قدرت خود است بہ آں معنیٰ کہ چنانچہ قدرت کاملہ الٰہی سبب وجود حقائق متأصلہ ثابتۃ الآثار است ہمچناں قدرت ایں خلیفہ بجمع و تفریق و تحلیل و ترکیب و حکایت و تصویر سبب مصنوعات بے شمار گردید پس در جمیع صفات و آثار آنہا حکایت و انموذج صفات علیائے الٰہی گشت و معنیٔ خلافت متحقق شد۔ (تفسیر فتح العزیز پارہ اوّل)۔

ترجمہ: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کو ایسی قدرت عطا فرمائی جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے۔ بایں معنیٰ کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ حقائق متأصلہ کے وجود کا سبب ہے۔ ایسے ہی خلیفہ کی قدرت جمع و تفریق، تحلیل و ترکیب اور حکایت و تصویر میں بے شمار مصنوعات کا سبب ہے۔ پس تمام صفات اور ان کے آثار میں اللہ تعالیٰ کی صفات علیا کا نمونہ ہو گیا۔ اور خلافت کے معنی ثابت ہو گئے۔"

تفسیر مدارک میں ہے

انی جاعل فی الارض خلیفۃ فھو من یخلف غیرہ ۔ ”خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے کا نائب ہو۔“

تفسیر ضیاء القرآن میں ہے

”خلیفہ وہ ہوتا ہے جو کسی کے ملک میں اس کے نائب کی حیثیت سے عمل کرائے۔“

تفسیر روح المعانی میں ہے

انی جاعل فی الارض خلیفۃ انہ خلیفۃ اللہ فی ارضہ وکذا کل نبی استخلفھم فی عمارۃ الارض وسیاسۃ الناس وتکمیل نفوسھم وتنفیذ امرہ فیھم ۔ ”سیدنا آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور یونہی ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے زمین کے آباد کرنے اور انتظام کرنے میں لوگوں کی سیاست (حکمرانی) میں اور نفوس کی تکمیل میں نیز اپنے احکام نافذ کرنے میں اپنا خلیفہ بنایا ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ صرف احکام شریعہ کے نافذ کرنے میں اللہ تعالیٰ کا نائب نہیں بلکہ امور انتظامیہ اور تکوینیہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔

خلیفۃ اللہ باعتبار عالم الارواح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

آیۃ : انی جاعل فی الارض خلیفۃ کے تحت تفسیر صاوی الجلالین میں ہے : خلیفۃ یخلفنی فی تنفیذ احکامی فیھا فھو آدم علیہ السلام ای فھو ابو البشر والخلیفۃ الاول باعتبار عالم الاجساد واما باعتبار عالم الارواح فھو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

”خلیفہ حضرت آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں اور وہ عالم الاجساد کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں لیکن عالم ارواح کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔“ اور

تفسیر روح المعانی میں ہے

فھو صلی اللہ علیہ وسلم علی الحقیقۃ الخلیفۃ الاعظم ولولاہٗ ما خلق آدم علیہ السلام۔“ یعنی نبی الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ

وسلم حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اعظم ہیں اور اگر وہ نہ ہوتے تو آدم علیہ السلام پیدا ہی نہ کئے جاتے"۔

چونکہ فقیر باعث ایجاد عالم سید الخلق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گذشتہ صفحات میں یہ مضمون بالتفصیل لکھ چکا ہے۔ لہٰذا تفسیر صاوی اور تفسیر رُوح المعانی کی عبارتوں کے بعد حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام کے خلیفۃ اللہ ہونے کے مضمون کی جانب رجوع کرتا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے

الخلیفۃ من یخلف غیرہٗ ویقوم مقامہ قال اللہ تعالیٰ ثم جعلناکم خلائف فی الارض واذکروا اذ جعلکم خلفاء فاما ان المراد بالخلیفۃ من؟ ففیہ قولان احدھما انہ آدم علیہ السلام وقولہٗ (اتجعل فیہا من یفسد فیہا) المراد ذریتہٗ لاھو والثانی انہ ولد آدم۔

(تفسیر کبیر ص۱۶۵ جلد اوّل)۔

"خلیفہ وہ ہوتا ہے جو دوسرے کا قائم مقام ہو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تمہیں ہم نے زمین میں خلیفہ بنایا، خلیفہ سے مراد کون ہے؟ اس بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول خلیفہ سے

مراد آدم علیہ السلام ہیں۔ اور فرشتوں کے قول
اتجعل فیھا من یفسد فیھا سے اس کی اولاد
فساد کرے گی۔ (فساد) حضرت آدم علیہ السلام
نہیں کریں گے۔ یعنی فساد کرنے کی نسبت آدم
علیہ السلام کی جانب نہیں اولاد آدم کی جانب ہے۔)
دوسرا قول یہ ہے کہ خلیفہ سے مُراد اولاد آدم ہے"۔
تفسیر قرطبی میں ہے: والمعنی بالخلیفة هنا۔ فی
قول ابن مسعود وابن عباس وجمیع اهل التاویل
آدم علیه السلام وهو خلیفة الله فی امضاء احکامه
واوامره لانه اول رسول الی الارض کما فی حدیث
ابی ذرؓ۔ (تفسیر قرطبی ص۱۸۲ جلد اوّل)۔
" اس مقام پر خلیفہ سے مراد حضرت ابن مسعود و حضرت
ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور جملہ اہلِ تاویل کے بقول حضرت
آدم علیہ السلام ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات و اوامر کے
جاری کرنے میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ اس لئے کہ حضرت
ابوذر رضی اللہ عنہ والی حدیث کے بموجب وہ زمین میں
پہلے رسول ہیں"
بفضلہٖ تعالیٰ وبفضل رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وصحبہ وسلم، قرآن وحدیث سے بالتحقیق ثابت ہوا کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام زمین میں اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔
اور یہ بھی واضح ہوا کہ نام نہاد تفسیر نجدیہ میں حسب دستور ومعمول وہابیہ خبیثہ آیۃ مبارکہ انی جاعل فی الارض خلیفہ کے معنیٰ ومفہوم میں تحریف کرتے ہوئے جو لکھا گیا ہے کہ

"یہ کہنا کہ انسان اس دنیا میں
اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے
غلط ہے"

قطعاً شیطانی بکواس اور سراسر باطل ہے۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس مسئلہ کی وضاحت میں مزید کچھ لکھنا تحصیل حاصل ہے۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

مولای صل وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلہم

فقیر ابوالحسان قادری غفرلہٗ
سنجھورو، سندھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال وحرام کرنے کا اختیار حاصل ہے

ردّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

آیت مبارکہ :- یاایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ
لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ
غفور الرحیم ٥

ترجمہ نجدی : "اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کے
لئے حلال کر دیا ہے اسے آپ کیوں حرام
کرتے ہیں ، کیا آپ اپنی بیویوں کی رضا
مندی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اللہ بخشنے والا
رحم کرنے والا ہے۔"

تفسیر نجدی : اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ کی حلال کردہ
چیز کو حرام کرنے کا اختیار کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔
حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ اختیار نہیں رکھتے۔

آیت مبارکہ : وربک یخلق مایشاء و یختار ما کان
لھم الخیرۃ سبحان اللہ وتعالیٰ عما
یشرکون ٥

ترجمہ نجدی : "اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے چن لیتا ہے، ان میں سے کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ اللہ ہی کے لیے پاکی ہے وہ بلند تر ہے ہر اس چیز سے کہ لوگ شریک کرتے ہیں۔"

تفسیر نجدی : "یعنی اللہ تعالیٰ مختارِ کل ہے اس کے مقابلے میں کسی کو سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں چہ جائے کہ کوئی مختارِ کل ہو۔"

ردّ تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ؕ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

نام نہاد تفسیر نجدیہ وہابیہ میں حسبِ دستور و معمول وہابیہ تنقیصِ شان و انکار منصبِ رسالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال و حرام کرنے کے خداداد اختیار کا بالصراحت انکار کیا گیا ہے۔ اور لکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ

مختارِ کل ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی کو سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں، چہ جائے کہ کوئی مختارِ کل ہو۔"

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے کا لفظ وہابیہ خبیثہ کی جبلّی شرارت کا مظہر ہے جو محض دھوکہ دہی کے لئے لکھا گیا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی قائل ہے۔ البتہ وہابیہ کی اس عبارت سے، اُن کی شیطانی توحید کی رُو سے اللہ تعالیٰ اس قدر بے اختیار اور مجبور محض ہے کہ وہ اپنی مشیّت و منشائے سے کسی کو کچھ اختیار دے ہی نہیں سکتا۔ اور اسی مجبوری کے باعث اُس نے کسی کو بھی کچھ اختیار نہیں دیا۔ حتّٰی کہ اپنے خلیفۂ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی کچھ اختیار نہیں دے سکا۔ نعوذ باللہ من هفوات النجدية الوہابیۃ الخبیثۃ۔

حالانکہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے صراحۃً ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالکِ احکامِ شریعت ہیں، آپ جو بات چاہیں واجب کردیں، جو چاہیں ناجائز فرمادیں۔
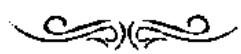
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاکم ہیں حضور کے سوا دنیا میں کوئی حاکم نہیں

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِي فَلَا اَحَدٌ

اَبَرَّ فِيْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو جہان (دنیا و آخرت) کے اور انسانوں اور جنات کے اور فریقین عرب و عجم کے سردار ہیں۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آمر و ناھی (حکم دینے والے اور منع فرمانے والے) ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "لا" "نہیں" اور "نعم" "ہاں" کہنے میں دوسرا کوئی بھی راست گو نہیں ہو سکتا۔ ائمہ محققین علیہم الرحمۃ

تصریح فرماتے ہیں کہ احکامِ شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں، جو بات چاہیں واجب کر دیں، جو چاہیں ناجائز فرما دیں۔ جس چیز کو یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔ آپ کے کسی ارشاد کو کوئی بھی رد نہیں کر سکتا۔

علامہ شہاب خفاجی "نسیم الریاض" شرح کتاب الشفائے امام قاضی عیاض (رحمۃ اللہ علیہما) میں قصیدہ بُردہ کے اس شعر کی شرح میں فرماتے ہیں: انه لاحاکم سواه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فهو حاکمٌ غیر محکوم۔ الخ

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبِ امر و نہی ہونے کے یہ معنیٰ ہیں کہ حضور حاکم ہیں، حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم"۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔) (الامن والعلیٰ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال وحرام کرنے کا اختیار حاصل ہے

قال اللہ تعالیٰ۔ الذین یتّبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوریٰة والانجیل یامرهم

بالمعروف وینھٰھم عن المنکر و یحلّ لھم الطیّبٰت و یحرّم علیھم الخبٰئث و یضع عنھم اصرھم والا غلال الّتی کانت علیھم فالذین آمنوا بہٖ و عزّروہ ونصروہ واتّبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون ۝ (پ ۹ ع ۹)۔

" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ جو غلامی کریں گے، اس رسُول بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور بُرائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا، اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اُتارے گا تو وہ جو اُس پر (یعنی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر) ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نُور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا (یعنی قرآن شریف) وہی بامُراد ہوئے۔"

نصِ قرآن سے ثابت ہوا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ

وسلم کو حلال وحرام ٹھہرانے کا بہ عطائے الٰہی اختیار حاصل ہے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس چیز کو حلال فرمادیں وہ شرعاً
حلال اور جس چیز کو حرام فرمادیں وہ شرعاً حرام ہے۔

نیز اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے فرمایا:

"قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاٰخر
ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہٗ (پ۱۰ ع۱۰)

"لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ
پچھلے دن پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے
حرام کر دیا ہے اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ
علیہ وسلم نے"

نیز احکامِ شریعت کو ماننے کے لئے بطورِ قاعدہ کلیہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم
عنہ فانتھوا (پ ع)۔

"جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے
منع فرمائے اُس سے باز رہو"

نیز فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن
تولّٰی فما ارسلناک علیھم حفیظاً ہ (پ۵ ع۸)۔

"جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے

اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا اور آپ کی
اطاعت سے اعراض کیا تو ہم نے تمہیں ان
کے بچانے کو نہ بھیجا۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صرف ایک جانور خنزیر کی حُرمت کا بعینہٖ ذکر کیا، باقی تمام جانوروں کو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا

واضح رہے کہ قرآن مجید نے صرف ایک جانور کی حُرمت
بعینہٖ ذکر کیا" خنزیر کا اور آٹھ حرام لغیرہٖ جانوروں کا ذکر
کیا۔ میتۃ، منخنقۃ وغیرہ۔ باقی تمام جانوروں کو
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا۔ کُتا، بلّی، ریچھ، ہاتھی، گدھا
بندر، گیدڑ، بھیڑیا وغیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی حرام
کیے۔ معلوم ہوا کہ حرام و حلال ٹھہرانے والے حضور انور صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں۔

قال اللہ عزوجل۔ حرّمت علیکم المیتۃ والدم ولحم
الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ
والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما

ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذالك فسق۔

(پ ٦ ع ٥)۔

"تم پر حرام ہے مُردار یعنی جس جانور کے لئے شریعت میں ذبح کا حکم ہو اور وہ بے ذبح مر جائے، بہنے والا خون، سؤر کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء۔ وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو۔"

گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور، وہ جانور جو لاٹھی، پتھر، ڈھیلے، گولی، چھرّے یعنی بغیر دھار دار چیز سے مارا گیا ہو، جو گر کر مرا ہو۔ خواہ پہاڑ سے یا کنویں وغیرہ میں، وہ جانور جسے دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ اس کے صدمے سے مر گیا ہو۔ جسے کسی درندہ نے تھوڑا سا کھایا ہو اور وہ اس کی تکلیف سے مر گیا ہو لیکن اگر یہ جانور مر نہ گئے ہوں اور ایسے واقعات کے بعد زندہ بچ رہے ہوں۔ پھر تم انہیں باقاعدہ ذبح کر لو تو وہ حلال ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)۔

تفسیر جلالین میں ہے

الذین یتبعون الرسول النبی الامی محمدؐ صلی اللہ

علیہ وسلم۔ الذی یجدونہٗ مکتوبًا عندھم فی التوراتہ
والانجیل۔ باسمہٖ وصفتہٖ۔ یامرھم بالمعروف و
ینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیّبات۔ ممّا حرم
فی شرعھم۔ ویحرّم علیھم الخبٰئث۔ من المیتۃ
ونحوھا۔ ویضع عنھم اصرھم۔ ثقلھم۔ والاغلال
الشدائد الّتی کانت علیھم۔ کقتل النفس فی التوبۃ
وقطع اثرالنجاستہ۔ فالذین اٰمنوابہٖ منھم۔ وعزّروہ
وقروہ۔ ونصروہ۔ واتّبعوا النورالذی اُنزل معہٗ۔
ای القرآن اُولٰئک ھم المفلحون ٥

"وہ جو اتباع کریں گے رسُول نبی اُمّی، محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی، جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس
توریت اور انجیل میں۔ اس کے نام اور اس کی
صفت کے ساتھ۔ وہ انہیں بھلائی کا حکم دے
گا اور بُرائی سے منع کرے گا اور اُن کے لئے
ستھری چیزیں حلال کرے گا۔ اُن چیزوں میں
سے جو اُن کی شریعت میں حرام شُدہ تھیں اور
گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ مُردار اور اسی
قسم کی چیزوں سے۔ اور اُن پر سے اُن کے بوجھ

اور گلے کے پھندے اُتارے گا یعنی وہ سخت امُور واحکام مثلاً توبہ کرنے کے لئے خود کو قتل کرنا اور جسم یا کپڑے کے جس مقام پر نجاست لگی ہو پاک کرنے کے لئے اس مقام کو کاٹ ڈالنا۔ اُن سخت اُمور واحکام کو منسوخ کر دے گا۔ تو اُن میں سے جو لوگ اُس پر یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور اس کی تعظیم وتکریم کریں گے اور اس کی مدد کریں گے اور اُس نور کی پیروی کریں گے جو اُس کے ساتھ اُترا یعنی قرآن، تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔"

واضح رہے کہ خوارج الاصل نجدیہ وہابیہ کے ظہور سے قبل کی سب معتبر ومستند متداول تفسیروں میں یہی مضمون مرقوم ہے۔ لہٰذا بخوفِ طوالت اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔
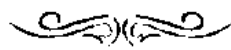
احکامِ شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو چاہیں اپنی طرف سے حکم فرما دیں وہی شریعت ہے

آئمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں ناجائز فرما دیں۔ جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔

امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضوء میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: کان الامام ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اکثر الائمۃ ادبًا مع اللہ تعالیٰ ولذالک لم یجعل النیۃ فرضًا و سمّی الوتر واجبًا لکونھما ثبتا بالسنۃ لا بالکتاب فقصد بذالک تمیز ما فرضہ اللہ تعالیٰ اشدّ ممّا فَرَضَہٗ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم من ذات نفسہٖ حین خیّرہ اللہ تعالیٰ ان یوجب ما شاء اولا یوجب

"یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر
آئمہ میں سے ہیں جن کا ادب اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہ
نسبت اور آئمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں
نے وضو میں نیّت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام
واجب رکھا۔ یہ دونوں سُنّت سے ثابت ہیں
نہ قرآن عظیم سے تو امام نے ان احکام سے یہ
ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق و تمیز کر دیں اس
لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد
ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود
اپنی طرف سے فرض کر دیا جب کہ اللہ عزّوجل
نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو
چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں اس
میں بارگاہِ وحی و تفرع احکام کی تصویر دکھا کر
فرمایا:

کان الحق تعالیٰ جعل لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
سلم ان یشرع مِنْ قِبَلِ نفسہ ما شاء کما فی حدیث
تحریم شجر مکۃ فان عمّہ العباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ لما قال لہٗ یارسُول اللہ اَلَّا الْاِذْخِرَ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَلَّا الْاِذْخِرَ ولوان اللہ تعالیٰ لم یجعل لہٗ ان یّشرع مِنْ قِبَلِ نفسہٖ لم یتجرّء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یستثنی شیئًا ممّا حرّمہُ اللہ تعالیٰ:

''یعنی حضرت عزت جل جلالہٗ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں۔ جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی، حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے، فرمایا اچھا نکال دی، اس کا کاٹنا جائز کردیا۔ اگر اللہ سبحانہٗ نے حضور کو یہ رُتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جراُت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اُس میں سے کچھ مستثنیٰ فرما دیں۔''

میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں۔ ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی: الثانی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَنْ یَّسنہ علی رایہ ھو کتحریم لبس الحریر علی الرجال قولہ فی حدیث تحریم مکۃ الا الاذخر ولولا ان اللہ تعالیٰ کان یحرّم جمیع نبات الحرم لم یستثن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الاذخر ونحو حدیث لولا اَنْ اشقَّ علیٰ اُمّتی لَاَخّرتُ العشاء الی ثلث اللیل ونحو حدیث لوقلت نعم لو جبت ولم تستطیعوا فی جواب من قال لہ فی فریضۃ الحج اَکُلَّ عامٍ یارسول اللہ قال لا ولوقُلتُ نَعم لَوَجَبَت وقد کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یُخَفِّفُ علیٰ اُمّتہٖ و ینہاھم عن کثرۃ السؤال ویقول اُترکونی ما ترکتم الیٰ آخرہٖ باختصار۔

"یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُن کے رب عزّ وجل نے ماذون فرما دیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں۔ مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی طرح حُرمتِ

مکّہ سے گیاہِ اذخر کو استثنا فرما دیا اگر اللہ عزوجل
نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور
کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔
اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر اُمّت پر
مُشقّت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی
رات تک ہٹا دیتا اور اسی باب سے ہے کہ جب
حضور نے حج کی فرضیت بیان فرمائی تو کسی نے عرض کی
یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ اور اگر میں
ہاں کہہ دُوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم
سے نہ ہو سکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی اُمّت
پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے
سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو جب
تک میں تمہیں چھوڑوں"۔

حضرت امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواھب الدنیہ
میں فرماتے ہیں: من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم انہ کان یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔
"سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ
سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے

جسے چاہتے مستثنیٰ فرما دیتے۔"

علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح میں بڑھایا: من الاحکام وغیرھا۔ کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں خاص فرما دیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ ایک باب وضع فرمایا" باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام":

باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرما دیں"

اس باب کے تحت ذیل میں بنظر اختصار چند واقعات کی روایات حدیث درج کی جاتی ہیں۔ تاکہ منکرین پر حجت قائم ہو اور مسلمانوں کے قلوب راحت و اطمینان پائیں۔ وباللہ التوفیق۔
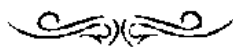
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبردہ کے لئے

ششماہیہ بکری کی قربانی جائز فرمادی

عن البراء بن عازب قال خطبنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
تعالیٰ علیہ وسلم النحر فقال من صلّٰی صلاتنا ونسک
نسکنا فقد اصاب النسک ومن نسک قبل الصلاۃ
فتلک شاۃ لحم فقام ابوبردہ بن نیاز فقال یارسول
اللّٰہ لقد نسکت قبل ان اخرج الی الصلاۃ وعرفت انّ
الیوم یوم اکل وشرب فتجعلت واکلت واطعمت اھلی
وجیرانی فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تلک شاۃ
لحم قال فانّ عندی عناق جذعۃ ھی خیر من شاتی
لحم فھل تجزی عنی قال نعم ولن تجزیٔ عن
احد بعدک۔ (صحیح مسلم وصحیح بخاری)

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی
کے دن خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص ہماری نماز
پڑھے گا اور ہماری قربانی کرے گا، اُس نے

درست قربانی کی اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی
کرے گا تو وہ بکری کا گوشت ہے۔ یہ سن کر
ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے
اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے تو نماز سے پہلے
قربانی کر دی ہے۔ میں نے یہ سمجھا کہ آج کا دن
کھانے پینے کا ہے اس لئے میں نے جلد قربانی
کی۔ اور خود کھایا گھر والوں اور پڑوسیوں کو کھلایا
آپ نے فرمایا کہ یہ بکری کا گوشت ہے، یعنی
قربانی نہیں ہوئی۔ ابو بردہ نے عرض کی اب میرے
پاس چھ مہینے کا بکری کا بچّہ ہے مگر سال بھر والے
سے اچھا ہے کیا اس کی قربانی میری طرف سے
جائز ہوگی؟ فرمایا ہاں! اس کی قربانی کردو اور ہر
گز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی
میں کافی نہ ہوگی۔"

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے
تحت ہے خصوصیۃ لہ لا تکون لغیرہ اذ کان لہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان یخص من شاء بما شاء من الاحکام۔
یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خصوصیت ابو بردہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں، اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

نیز حدیث صحیحین میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قربانی کے لئے جانور عطا فرمائے ان کے حصے میں ششماہیہ بکری آئی۔ حضور سے حال عرض کیا فرمایا ضح بها "تم اسی کی قربانی کر دو۔"

سنن بیہقی میں بسند صحیح اتنا اور زائد ہے ولا رخصۃ فیها لاحد بعدك "تمہارے بعد اور کسی کے لئے اس میں رخصت نہیں۔" شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی "اشعۃ اللمعات" شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں۔ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر قول صحیح۔ "احکام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تفویض شدہ تھے۔"
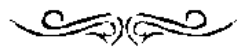
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمِّ عطیہ کو ایک جگہ مُردے پر نوحہ کرنے کی رُخصت بخش دی

عن اُمِّ عطیۃ قالت لمّا نزلت ھٰذہٖ الاٰیۃ ۔ یبایعنک علیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئاً ۔ الیٰ ۔ ولا یعصینک فی معروف (سورۃ ممتحنہ، آیت ۱۲) قالت کان منہ النیاحۃ نقلت یارسول اللہ الّا آل فلان فاِنّھُم کانوا اسعدونی فی الجاھلیۃ فلا بُدّ لی من انّ اسعد ھم فقال اِلّا آلِ فلان (صحیح مسلم) ۔ قال النووی ھٰذا محمول علی الترخیص لاُمّ عطیۃ فی آل فلان خاصۃ وللشارع ان یخص من العموم ماشاء ۔

"حضرت اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب بیعت زناں کی آیت اُتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لا یعصینک فی معروف اور مُردے پر بیان کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی یارسول اللہ الّا آلِ

فُلاں فلاں گھر والوں کو استثناء فرما دیجئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیّت میں میرے ساتھ ہو کر میرے ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میّت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا وہ مستثنیٰ کر دیئے''

اور سنن نسائی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذھبی فاسعدیھا "جا اُن کا ساتھ دے آ" یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آ کر بیعت کی۔

ترمذی کی روایت میں ہے: فاذن لھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

مسند احمد میں ہے کہ فرمایا: اذھبی مکافیھم۔ جاؤ ان کا بدلہ اُتار آؤ۔ امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں، یہ حضور نے خاص رخصت اُمّ عطیہ کو دے دی تھی۔ خاص آل فلاں کے بارے میں۔ وللشارع ان یخص من العموم ماشاء "نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرما دیں۔

اسماء بنت عمیس کو شوہر کی وفات کا سوگ معاف فرمادیا

طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب اُن کے شوہر اوّل جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: تسلبی ثلاثا ثم اصنعی ماشئت۔ "تین دن سنگار سے الگ رہو، پھر جو چاہو کرو۔" یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اس حکم عام سے استثنا فرمادیا کہ عورت کا شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن عظیم کے حکم عام واشھدوا ذوی عدل منکم سے خزیمہ رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا

اخرج ابوداؤد والنسائی من طریق عمارة بن خزیمة الانصاری عن عمه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابتاع فرسًا من رجل من الاعراب فاستتبعه لیقضیه ثمن فرسه فاسرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المشی وابطأ

الاعرابی فطفق رجال یعترضون الأعرابی یسا ومونه بالفرس
ولا یشعرون ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد ابتاعہٗ
حتیٰ زاد بعضھم الاعرابی فی السوم علیٰ ثمن الفرس
الذی ابتاعہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلما زادہ
نادی الاعرابی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال ان
کنت مبتاعًا ھٰذا الفرس فابتعہ اولا بیعتہٗ
فقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین سمع نداء الاعرابی
حتیٰ اتاہ الاعرابی فقال لہٗ اولست قد ابتعتہٗ منک؟
قال الاعرابی لا واللّٰہ ما بعتک، قال فقال رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم بلیٰ قد ابتعتہ منک فطفق الناس یلو
ذون برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وبالاعرابی وھما
یتراجعٰ وطفق یقول ھلم شھیدًا یشھد انّی
بایعتک فمن جاء من المسلمین قال للاعرابی ویلک
ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یکن یقول الّا حقًا
حتیٰ جاء خزیمۃ فاستمع ما یراجع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم ویراجع الاعرابی، وطفق الاعرابی یقول
ھلم شھیدًا یشھد انی بایعتک قال خزیمۃ انا اشھد
انک قد بایعتہٗ فاقبل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

على خزيمة قال لم تشهد؟ قال بتصديقك يا رسول الله فجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم شهادة خزيمة بشهادة رجلين۔

واخرج ابن ابی اسامة فی (مسنده) عن النعمان بن بشیر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشتری من اعرابی فرسًا فجحده الاعرابی فجاء خزیمة بن ثابت فقال یا اعرابی انا اشهد علیک انک بعته فقال النبی صلى الله عليه وسلم یا خزیمة انا لم نشهدک کیف تشهد؟ قال انا اصدقک علی خبر السماء الا اصدقک علی ذا الاعرابی فجعل النبی صلى الله عليه وسلم شهادته بشهادة رجلین فلم یکن فی الاسلام رجل تجوز شهادته بشهادة رجلین غیر خزیمة بن ثابت و اخرج البخاری فی تاریخه عن خزیمة ان النبی صلى الله عليه وسلم قال من شهد له خزیمة او شهد علیه فحسبه (خصائص کبریٰ)

ابو داؤد اور نسائی علیہ الرحمۃ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ عمارہ بن خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

اعرابی سے گھوڑا خرید ا حضور نے قیمت ادا کرنے کے لئے اُسے
ساتھ لے لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیز چل رہے تھے اور
اعرابی آہستہ چل رہا تھا۔ درمیان میں لوگ آئے اور گھوڑے
کا بھاؤ کرنے لگے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم گھوڑا خرید چکے ہیں۔ اور بعض لوگوں نے جب
اس قیمت سے زیادہ قیمت بڑھائی جس قیمت پر حضور نے
اعرابی سے گھوڑا خرید فرمایا تھا تو اعرابی نے حضور کو پکارا اور کہا
کہ آپ یہ گھوڑا خرید کرنا چاہتے ہیں تو خرید لیں ورنہ میں کسی
دوسرے کو بیچ دیتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعرابی کی یہ پکار سُنی تو آپ
اُس اعرابی کے پاس آئے اور اُس سے فرمایا کہ میں نے یہ
گھوڑا تجھ سے خرید نہیں لیا تھا؟ اعرابی نے کہا واللہ میں نے
آپ کو گھوڑا فروخت نہیں کیا تھا۔ حضور نے فرمایا بلاشبہ میں
نے تجھ سے یہ گھوڑا خرید کر لیا ہے۔ اس پر لوگ جمع ہو گئے۔
اعرابی نے کہا آپ گواہ لائیے، مسلمان اس اعرابی سے کہتے
رہے کہ تجھے ہلاکت ہو، حضور ہمیشہ حق بات فرماتے ہیں۔
یہاں تک کہ حضرت حزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں
نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے اس گھوڑے کو فروخت

کردیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حزیمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم کیونکر گواہی دیتے ہو۔ تو حضرت حزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں آپ کی تصدیق کی بناء پر گواہی دیتا ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تنہا خزیمہ کی گواہی دو مردوں کے برابر قرار دے دی۔ نیز

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خرید کیا۔ اعرابی نے بعد میں اس بات سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے گھوڑا فروخت نہیں کیا تھا۔ پس حضرت حزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے۔ انہوں نے کہا اے اعرابی میں تجھ پر گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے گھوڑا فروخت کر دیا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے حزیمہ ہم نے اس معاملے کے وقت تم کو گواہ نہیں بنایا تھا پھر تم کیسے گواہی دیتے ہو؟

حضرت حزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ آپ آسمان کی خبر دیتے ہیں تو میں اس پر اس کی تصدیق کرتا ہوں، تو میں اس اعرابی کے معاملے پر آپ کی تصدیق نہ کروں گا۔ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی گواہی

کو دو مردوں کی گواہی قرار دے دیا۔ سوائے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام میں اور کوئی شخص نہیں ہے جس کی گواہی دو مردوں کے برابر ہو۔"

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت فرمائی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کے لئے خزیمہ گواہی دے یا جس کے خلاف گواہی دے تو تنہا اس کی گواہی کافی ہے۔" (خصائص کبریٰ۔ از حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)۔

نامحرم جوان مرد کو عورت کا دودھ پلا کر اس کا رضاعی بیٹا بنا دیا

اخرج ابن سعد والحاکم عن عمرۃ بنت عبد الرحمٰن عن سھلۃ امرأۃ ابی حذیفۃ انھا ذکرت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سالما مولیٰ ابی حذیفۃ ودخولہ علیھا فامرھا ان ترضعہ فارضعتہ وھو رجل کبیر بعد ما شھد بدرا واخرج الحاکم عن ربیعۃ قال

كانت رخصة لسالم (خصائص الكبرىٰ)۔

"حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سھلہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ابو حُذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام سالم رضی اللہ عنہ میرے پاس آتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو اپنا دُودھ پلا دو حبب کہ وہ بڑی عمر کا آدمی تھا۔ اور اس سے پہلے وہ غزوہ بدر میں شریک ہو چکا تھا۔ سھلہ رضی اللہ عنہا نے اُس کو اپنا دُودھ پلا دیا۔" (خصائص کبریٰ)

نیز صحیح مسلم و سنن نسائی و ابن ماجہ و مسند امام احمد میں زینب بنت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ابو حذیفہ کی بیوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی کہ یا رسُول اللہ، حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام یعنی سالم میرے سامنے آجاتا ہے اور وہ جوان ہے۔ ابو حذیفہ کو یہ ناگوار ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ارضعيه حتّٰى يدخل عليك۔ تم اسے دُودھ پلا دو کہ اس کا بے پردہ

تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے۔"

اُمّ المومنین اُمِّ سلمہ وغیرہا باقی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے فرمایا: نریٰ ھٰذہٖ الّا رخصۃ ارخصھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لسالم خاصّۃ۔ ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خاص سالم کے لئے فرما دی تھی۔

ابنِ سعد و حاکم میں بطریق عمرہ بنت عبدالرحمٰن خود سھلہ زوجۂ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہما سے مضمون مذکورہ مروی ہے کہ انہوں نے جب حالِ سالم عرض کیا فامرھا ان تُرضعیہٖ حضور نے دُودھ پلا دینے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے دُودھ پلا دیا اور سالم اس وقت مردِ جوان تھے، جنگِ بدر شریف میں شریک ہو چکے تھے۔ جوان آدمی کو اوّل تو عورت کا دُودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پئے تو اُس سے پسرِ رضاعی نہیں ہو سکتا۔ مگر حضور نے ان حکم سے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرما دیا۔ (الامن والعلیٰ)۔

مشقّت اُمّت کا اندیشہ نہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت اِن پر مسواک فرض کردوں اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دوں

رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لولا ان اشُق علی اُمّتی لامرتھم بالسّواک عند کل صلاۃ ولاخّرت العشاء الٰی ثُلث اللیل۔

"مُشقّتِ اُمّت کا اندیشہ نہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت اُن پر مسواک فرض کردُوں۔ اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دُوں"

احمد۔ والترمذی والنّسائی عن زید بن خالدِن الجھنّی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بسندِ صحیح والبزار عن امیرالمؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ وروی عن زید احمد وابوداؤد والنسائی کحدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاوّل بالاقتصار علی السطر الاوّل والحاکم والبیھقی بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کحدیث زیدٍ ھٰذا وفیہ لفرضت علیھم السواک

مع الوضوء ولاخرت صلاۃ العشاء الاخرۃ الیٰ نصف اللیل۔

"یعنی میں مسواک فرض کر دیتا اور نماز عشاء آدھی رات تک ہٹا دیتا"۔ (الامن والعلیٰ)۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہٖ فرض نہ ہو

آیت مبارکہ: وما کان لمؤمن ولامؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ فی امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا۰ (پ ۲۲ ع ۲)۔

"اور نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کر دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنے معاملہ کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بہکا"۔

یہاں سے آئمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنیٰ بنایا تھا۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی اُمیہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا۔ اوّل تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں۔ جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں، ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بناء پر انکار کیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ اُتری اُسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے۔ خصوصاً جب کہ وہ اس کا کفو نہ ہو۔ خصوصاً جب کہ عورت کی شرافتِ خاندان کواکب ثریا سے بھی بلند و بالاتر ہو بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل جلالہ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ جو کسی فرضِ الٰہی کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام

پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا۔ یعنی رسول جو
بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے
فرمانے سے فرض قطعی ہوگئی۔ مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے
کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا۔
دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ
فی نفسہٖ خدا کا فرض نہ تھا، ایک مباح و جائز امر تھا۔
(الامن والعلیٰ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارہ کی سزا کو انعام سے بدل دیا

عن ابی ھریرۃ قال اتاہ رجلٌ فقال یارسول اللہ
ھلکت قال وما اھلکک قال وقعت علیٰ امراتی فی
رمضان قال ھل تستطیع ان تعتق رقبۃً قال لا قال
فھل تستطیع ان تصوم شھرین متتابعین قال لا۔ قال
فھل تستطیع ان تطعم ستین مسکیناً قال لا قال اجلس
فجلس فاتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعرقٍ فیہ
تمرٌ والعرق المکتل الضخم قال فتصدق بہٖ فقال
ما بین لابتیھا احد افقرُ منا قال فضحک النبی

صلی اللہ علیہ وسلم حتی بدت انیابہ قال خذہ
فاطعمہ اھلک وفی الباب عن ابن عمرو عائشۃ و
عبد اللہ بن عمرو۔ قال ابو عیسیٰ حدیث ابو ھریرۃ
حدیث حسن صحیح ۔ (جامع ترمذی ابواب الصوم)۔

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول
اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے
ہلاک کیا؟ کہنے لگا میں نے رمضان شریف میں اپنی بیوی
سے جماع کر لیا۔ حضور نے فرمایا کیا تو ایک غلام آزاد کر سکتا
ہے؟ عرض کی نہیں، آپ نے فرمایا متواتر دو مہینے کے
روزے رکھ سکتا ہے؟ کہا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ عرض کی نہیں۔
آپ نے فرمایا بیٹھ جا، وہ بیٹھ گیا۔

اتنے میں حضور کی خدمت میں کھجوروں کا ایک بڑا ٹوکرا
لایا گیا، آپ نے فرمایا اسے صدقہ کر دو، اس نے عرض کی مدینہ
شریف کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہم سے زیادہ کوئی محتاج
نہیں۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ کے انیاب (یعنی

سامنے کے دو دانتوں کے ساتھ دائیں بائیں دو دانت مبارک، نظر آنے لگے۔ حضور نے فرمایا اسے لے جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

اسی باب میں حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ، اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حسن صحیح ہے"۔

اس حدیث کے تحت امام اہلسنّت، مجدد مأۃ حاضرہ شاہ احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مسلمانو! کیا گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے کبھی سنا ہوگا؟ سوا دومن خرمے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو کفارہ ہوگیا۔ واللہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے۔ ہاں ہاں، یہ بارگاہ بیکس پناہ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ کی خلافت کبریٰ ہے۔ ان کی ایک نگاہِ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے۔

یہ حدیث صحیح مسلم میں اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دار قطنی میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے۔ ارشاد فرمایا: کُلْهُ انت وعيالك لقد كفر الله عنك "تُو اور تیرے اہل و عیال یہ خُرمے کھا لیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ ادا فرما دیا۔ (الامن والعلی)

جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جیسے اللہ نے حرام کیا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث۔ دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لئے رہو جو اس میں حلال ہے اُسے حلال جانو جو اُس میں حرام ہے اُسے حرام مانو: وانّ ماحرم رسول الله مثل ما حرم الله۔ جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جیسے اللہ عزوجل نے حرام کیا۔ جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ (احمد والدارمی و ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بسندِ حسن۔ (الامن والعلی)

اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا

عن علی ابن ابی طالب قال لما نزلت وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ۵ قالوا یارسول اللّٰہ اَفی کل عام فسکت فقالوا یارسول اللّٰہ اَفی کل عام قال لا ولو قلت نعم لوجبت فانزل اللّٰہ تعالیٰ یایھا الذین امنوا لا تسالوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم وفی الباب عن ابن عباس وابوھریرۃ (ترمذی، ابواب الحج)۔

''حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ جب آیت کریمہ وللّٰہ علی النّاس ...الخ (اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو وہاں تک جانے کی طاقت رکھتے ہوں)۔ نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ! کیا ہر سال؟ آپ خاموش رہے۔ پھر عرض کی گئی، یارسول اللہ! کیا ہر سال؟ حضور نے فرمایا نہیں اور (فرمایا) اگر میں ہاں کہہ دیتا تو واجب ہو جاتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی'' اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے

ہیں نہ پوچھو کہ اگر تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیں
تو تمہیں بُری لگیں"۔

اسی باب میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایات مذکور ہیں۔

مردوں کیلئے سونا اور ریشم حرام ہے

عن ابی موسیٰ الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال حُرّم لباس الحریر والذھب علی
ذکور اُمّتی واحل لاناثھم۔ (جامع ترمذی ابواب اللباس)۔

"حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری
اُمّت کے مردوں پر ریشمی لباس اور سونا حرام
ہے اور عورتوں کے لئے حلال ہے"۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبدالرحمان اور زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی

صحاح ستّہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت ہے۔ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رخص لعبد الرحمٰن بن عوف والزبیر فی لبس الحریر لحکۃ کانت بہما" یعنی عبد الرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔ (الامن العلیٰ)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی

امام احمد علیہ الرحمۃ مسند میں فرماتے ہیں حدثنا محمد بن مالك قال رأیت علی البراء خاتمًا من ذھب وکان الناس یقولون لہ لم یختم بالذھب وقد نھی عنہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبین یدیہ غنیمۃ یقسمھا سبی وخرثی قال فقسمھا حتی بقی ھذا الخاتم فرفع طرفہ فنظر الی اصحابہ ثم خفض ثم رفع طرفہ فنظر الیھم ثم

خفض ثم طرفه فنظر الیهم ثم قال ای براءُ بجعة، حتی قعدت بین یدیه فاخذ الخاتم فقبض علی کرسوعی ثم قال خُذ البس ما کساك اللہ ورسولہٗ۔

"یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔ لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں؟ حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حضور کے سامنے اموالِ غنیمت، غلام و متاع حاضر تھے۔ حضور تقسیم فرما رہے تھے۔ سب اونٹ بانٹ چکے۔ یہ انگوٹھی باقی رہی۔ حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کرلی، پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کرلی، پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا۔ اے براء، میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا۔ سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر

فرمایا، لے پہن لے۔ جو کچھ تجھے اللہ و رسول پہناتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اُتار ڈالوں جسے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے پہن لے، جو کچھ اللہ و رسول نے پہنایا۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔"

واضح رہے کہ اس موضوع کے تحت سینکڑوں واقعات کے بارے میں ہزاروں روایاتِ حدیث ہیں جن میں سے محض چند روایات بقدرِ ضرورت نقل کی گئی ہیں۔ تاکہ مضمون طویل بھی نہ ہو اور نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداداد خصوصی اختیار شریعت کا جو انکار کیا گیا ہے اس کی مکمل تردید بھی ہو جائے۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

والحمد للہ علیٰ ذٰلک والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ وسیّدنا محمّد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ٥

نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں خواص قرآن کا انکار کیا گیا ہے

نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں ارشاداتِ قرآن وحدیث کی مخالفت اور تکذیب وتردید کرتے ہوئے، خواص قرآن اور قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ اور سورتوں کے فضائل وفیوض وبرکات اور ان سے شفاء حاصل کرنے کے لئے عملِ تلاوت اور پڑھ کر دم کرنے یعنی جھاڑ پھونک کا صریحًا انکار کیا گیا ہے۔ جب کہ یہ اُمور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور عمل سے ثابت ہیں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین، مفسرین قرآن، محدثین وشارحین حدیث اور مسلمان ان پر عمل پیرا ہیں۔

حجۃ الاسلام امام غزالی اور امام تمیمی اور امام یافعی اور امام جلال الدین سیوطی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر علماء کرام اور شیوخ عظام نے اس نوع ومبحث میں مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی

شہرۂ آفاق کتاب

تفسیر الاتقان میں ان کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ ابن ماجہ وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے۔ تم کو دو شفائیں لازم کر لینا چاہیے عسل (شہد) اور قرآن۔ اور اسی راوی نے علی (مرتضیٰ) رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تخریج کی ہے کہ بہترین دوا قرآن ہے۔

نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ میں

پ ۲۲ ـــــــ ص ۱۲۳۲ ـــــــ سورہ یٰسٓ

سورۂ یاسین کے فضائل میں بہت سی روایات مشہور ہیں۔ مثلاً یہ کہ "قرآن" کا دل ہے، اسے قریب المرگ شخص پر پڑھو وغیرہ۔ لیکن سند کے لحاظ سے کوئی روایت بھی درجۂ صحت کو نہیں پہنچتی۔ بعض بالکل موضوع ہیں یا پھر ضعیف ہیں۔ قلب قرآن والی شیخ البانی نے موضوع قرار دیا ہے (الضعیفہ) بعض نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور بعض نے اسے اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے بتایا ہے۔ لیکن یہ سب اقوال بلا دلیل ہیں۔ یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہے جن کا معنیٰ ومفہوم اللہ کے سوا

کوئی نہیں جانتا۔

واضح رہے کہ اسی طرح نجدی وہابی قرآن مجید اور حدیث شریف کی ہر اس بات کو نہیں مانتے جو ان کے پیشوا ابنِ عبدالوہاب قرن الشیطان نجدی کے من گھڑت خانہ ساز اصولوں کے مطابق نہ ہو۔ حالانکہ اس کے ان اصولوں کی رُو سے قرآن وحدیث کی صریحاً تردید ہوتی ہے۔ اور اس کے پیروکار وہابیوں کے سوا سارے مسلمان مشرک، کافر واجب القتل ٹھہرتے ہیں۔

اگرچہ فقیر "راہِ ایمان" جلد اوّل، دوم اور سوم میں اس امر کی مفصل وضاحت کر چکا ہے۔ تاہم ذیل میں ابنِ عبدالوہاب نجدی کی کتاب "کتاب التوحید" کے چند اقتباس "دم، تعویذ اور گنڈوں وغیرہ کے بارے میں نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہے۔

۱۔ فی الصحیح عن ابی بشیر الانصاری انہٗ کان بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض اسفارہٖ فارسل رسولاً ان لا یبقین فی رقبۃ بعیر خلادۃ من وتر وصلاوۃ الا قطعت۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ

عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ نے اپنے ایک قاصد کو بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی ایسی رسّی باقی نہ رہنے دی جائے (جو نظر بد وغیرہ کے سلسلے میں لوگ باندھ دیا کرتے تھے) اگر ہے تو کاٹ دیا جائے۔

۲۔ وعن ابن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذ الرقی و التمائم والتولۃ شرکٌ۔ (رواہ احمد وابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ جھاڑ پھونک، تعویذ اور حُبّ کے اعمال سب شرک ہیں۔

۳۔ وعن سعید بن جبیر رضی اللّٰہ عنہ قال من قطع تمیمۃً من انسان کا کعدل رقبۃ۔ (رواہ وکیع)۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کے گلے سے تعویذ وغیرہ کاٹ دے تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

۴۔ ولہ عن ابراھیم قال کانوا یکرھون التمائم کلھا من القرآن وغیر القرآن۔

ابراہیم بن یزید نخعی کوفیؒ کہتے ہیں کہ بہت سے علماء اور فقہا تعویذات کو وہ قرآن کریم کی آیات پر مشتمل ہوں یا غیر قرآن پر مکروہ قرار دیتے ہیں۔

سورۂ یٰسٓ کی فضیلت

عن معقل بن یسار المزنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قرأ یٰسٓ ابتغاء وجہ اللہ تعالیٰ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ فاقرؤھا عند موتاکم رواہ البیھقی فی شعب الایمان۔ (مشکوٰۃ)

"حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رضائے الٰہی کے لئے سورۂ یٰسٓ پڑھے اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے لہٰذا

اسے مرنے والے کے پاس پڑھا کرو"۔

عن عطاء بن ابی رباح قال بلغنی ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال من قرأ یٰسٓ فی صدر النہار قضیت حوائجہ ، رواہ الدارمی مرسلاً (مشکوٰۃ)

"حضرت عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں، مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شروع دن میں سورۂ یٰسٓ پڑھ لے، اس کی تمام ضرورتیں پوری ہوں گی"۔

ان احادیثِ مبارکہ سے واضح ہوا کہ سورۂ یٰسٓ مبارکہ کی تلاوت کرنے والا دنیاوی آفات سے محفوظ رہے گا، ان شاء اللّٰہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح مشکوٰۃ "مرقاۃ" میں لکھتے ہیں کہ اس کے صغیرہ و کبیرہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ان شاء اللّٰہ۔ اس کا عامل کبھی فقر و فاقہ یا دیگر آفات میں نہ پھنسے گا۔ رفع حاجات کے لئے یہ سورہ اکسیر ہے اور قریب الموت جس کی جان نکل رہی ہو، ایسی حالت میں اس کے پاس اس کی تلاوت کرنے سے نزع میں آسانی ہوتی ہے اور گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں

سورۂ یٰسٓ تلاوت کرنے کا مسلمانوں میں عام رواج ہے۔
اور اس کی اصل یہ حدیث ہے۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان وغیرہ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یٰسٓ قرآن کا قلب ہے جو شخص اس کو اللہ تعالیٰ سے ثواب اور دار آخرت کی خوبی (بہتری، بھلائی) حاصل کرنے کا ارادہ کر کے پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ تم اس سورۂ کو اپنے مُردوں پر پڑھو۔

دارمی اور طبرانی نے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص محض رضائے الٰہی حاصل کرنے کی طلب میں رات کے وقت سورہ یٰسٓ پڑھے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ اور طبرانی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ جو شخص ہر رات کو یٰسٓ کی قرأت پر مداومت کرے گا (ہمیشہ پڑھتا رہے گا) مرتے وقت اس کو مرتبۂ شہادت ملے گا۔ (تفسیر اتقان)۔

وعن معقل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم
اقراء وسورۃ یاسین علی موتاکم۔

بخوانید سورۂ یٰسٓ را بر مُردہ ہائے خود، ظاہر آں ست

کہ مراد مختصر باشد و عمل نیز ہم بریں ست و احتمال دارد کہ
مراد بعد از موت در خانہ یا بر سر قبر و سر در تخصیص ایں سورہ
موکول بعلم نبوت ست۔ الخ (رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ
(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)۔

"حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے
مرنے والوں پر سورہ یٰسٓ پڑھو۔"

اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ جو مر رہا ہو اس کے پاس
سورہ یٰسٓ پڑھی جائے اور مسلمانوں کا معمول بھی یہی ہے۔
اور یہ احتمال بھی ہے کہ موت واقع ہو جانے کے بعد میّت
کے گھر میں یا اس کی قبر پر سورۂ یٰسٓ پڑھنا مراد ہو۔ اور اس
سورۂ کی تخصیص کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے علمِ نبوّت
میں ہے۔

آیتُ الکُرسی

عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلّم یقول علیٰ اعواد ھٰذا المنبر من قرأ آیت الکرسی
فی دبر کل صلوٰۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا الموت
ومن قرأھا حین یأخذ مضجعہ اٰمنہ اللہ علیٰ دارہٖ ودار

جارہٖ واھل دوائرحولہٗ رواہ البیھقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلوٰۃ)۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس منبر کی لکڑیوں پر فرماتے سُنا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اس کو جنّت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز مانع نہیں ہوتی اور جو شخص اپنے بستر پر سوتے وقت آیت الکرسی پڑھا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گھر کو، اس کے پڑوسی کے گھر کو اور اِرد گِرد کے چند گھروں کو امان دیتا ہے"۔

صحیح مسلم میں ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ میں سب سے بڑھ کر عظیم آیت، آیۃ الکرسی ہے۔ ابنِ حبّان اور نسائی نے حضرت ابی امامۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص ہر ایک۔ نماز کے بعد آیۃ الکرسی کو پڑھا کرے اس کو دخولِ جنّت سے موت کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوگی۔ (تفسیر الاتقان، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

امام بُخاری نے صدقہ کے قصّہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک جنّ (شیطان) نے اُن سے کہا تھا کہ جس وقت تم بستر پر جاؤ تو آیتہ الکرسی پڑھ لیا کرو۔ پس اس حالت میں تم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہ پھٹک سکے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاد رکھو، کہ اس جنّ نے تم سے سچ کہا ہے بحالیکہ وہ سخت جھوٹا ہے۔

(صحیح بخاری)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قراء حٰمٓ المؤمن الی الیہ المصیر وآیۃ الکرسی حین یصبح حُفظ بھما حتیٰ یُمسی ومن قراء بھما حین یمسی حفظ بھما حتیٰ یُصبح۔ رواہ الترمذی والدارمی (مشکوٰۃ)۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت سورہ حٰمٓ المؤمن الیہ المصیرہ تک اور آیت الکرسی پڑھ لیا کرے تو شام تک اس کی حفاظت کی جائے

گی۔ (جو شخص نماز فجر سے پہلے یا اس کے بعد یہ دو آیتیں پڑھ لیا کرے۔ پہلی آیت حٰمٓ تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الٰہ الا ھو الیہ المصیر ہ اور آیۃ الکرسی)۔
اور جو ان دونوں کو شام کے وقت پڑھ لیا کرے
تو صبح تک اس کی حفاظت ہو گی"۔

سُورۃ الملک

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سُورۃ فی القراٰن ثلاثون اٰیۃ شفعت لرجل حتیٰ غفرلہٗ وھی تبارک الذی بیدہ الملک۔ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ (مشکوٰۃ)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی ایک تیس آیتوں والی سُورۃ نے ایک شخص کی یہاں تک شفاعت کی کہ اس کی بخشش ہو گئی۔ وہ سورہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے"۔

عن ابن عباس قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خباءہٗ علی قبر وھو لا یحسب

انه قبر فاذا فیه انسانٌ یقراء سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک حتی ختمہا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہٗ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھی المانعۃ ھی المنجیّۃ تنجیہ من عذاب اللہ رواہ الترمذی۔

(مشکوٰۃ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے ایک قبر پر خیمہ ڈال لیا، انہیں خبر نہ تھی کہ یہاں قبر ہے پتہ چلا کہ اس میں ایک شخص سورہ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے، حتیٰ کہ اس نے ختم کرلی، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی خبر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورہ روکنے والی ہے۔ (یعنی اس سورہ کی تلاوت کرنے والے کو زندگی میں گناہوں سے موت کے وقت خرابیٔ خاتمہ سے قبر میں عذاب قبر کی تنگی سے بچاتی ہے۔ اور آخرت میں دہشت و سخت عذاب سے بچاتی ہے) جو اللہ کے عذاب سے نجات

دے گی"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے ہر رات کو تبارک الذی بیدہ الملک (پوری سورہ) کی تلاوت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ (اس شخص کو) عذاب قبر سے محفوظ بنا دیتا ہے۔ (سنن نسائی، تفسیر الاتقان)۔

سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور سورہ فلق وناس

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت تو بستر پر لیٹے اور فاتحۃ الکتاب اور قل ھو اللہ احد پڑھ لے تو بے شک تو موت کے سوا ہر چیز سے محفوظ و مامون ہو جائے گا (بزار، تفسیر الاتقان)

محدث طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اپنے مرض الموت کی حالت میں قل ھو اللہ احد پڑھا وہ قبر میں فتنہ میں مبتلا نہ کیا جائے گا اور فشارِ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن فرشتے اس کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر پل صراط سے

گزار دیں گے۔ اور جنت میں پہنچا دیں گے"۔ (تفسیر الاتقان)

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اراد ان ینام علیٰ فراشہ فنام علیٰ یمینہ ثم قراء ماۃ مرۃ قل ھو اللہ احد (پوری سورہ) اذا کان یوم القیامۃ یقول لہ الرب یا عبدی ادخل علیٰ یمینک الجنۃ، رواہ الترمذی (مشکوٰۃ)۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص اپنے بستر پر سونا چاہے تو داہنی کروٹ پر لیٹے پھر سو (۱۰۰) مرتبہ قل ھو اللہ احد (پوری سورہ) پڑھے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کو رب تعالیٰ فرمائے گا، اے میرے بندے اپنی داہنی طرف سے جنت میں داخل ہو جا" (یعنی جنت کے داہنے باغ میں داخل ہو جا)۔

عن عائشۃ ان النبی کان اذا اویٰ الیٰ فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ ثم نفث فیھما فقراء فیھما قل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم یمسح

بهما واستطاع من جسده یبداء بهما علی رأسه و
وجهه وما اقبل من جسده یفعل ذلك ثلاث مرات
(بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)۔

"حضرت اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی
ہیں کہ نبی کریم ہر رات میں جب اپنے بستر پر
تشریف لے جاتے تو اپنے ہاتھ جمع کرکے ان
میں پھونکتے جن میں قل ھو اللہ احد اور قل اعوذُ
برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے
پھر جسم کے جس حصّے تک ہو سکتا وہ ہاتھ پھیرتے
اپنے سرِ مبارک اور چہرۂ انور کے سامنے والے
حصّے سے شروع کرتے، یہ تین بار کرتے۔"

معوّذتین

عن ابی سعید قال کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلّم یتعوّذ من الجانّ
وعین الانسان حتّٰی نزلت المعوّذتان فلمّا نزلت اخذ
بهما وترك ما سواهما۔

"حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنّ اور انسان کی
نظرِ بد سے پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ معوّذتین

(سُورۂ فلق اور سُورہ والنّاس) نازل ہوئیں۔ ان کے
نُزول پر آپ نے ان دونوں کو اختیار فرمایا اور
دیگر دُعاؤں کو چھوڑ دیا۔"

سُورۂ واقعہ

حضرت امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ واقعہ کو ہر شب پڑھے وہ فاقہ سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ (تفسیر خازن، تفسیر خزائن العرفان)

محدّث بیہقی علیہ الرحمۃ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر رات سورہ واقعہ کی تلاوت کرتا رہے تو اس کو کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ (بیہقی)

بیہقی اور حارث بن اسامہ اور ابو عبید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت کی ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورہ الواقعہ پڑھتا رہے گا اس کو کبھی فاقہ کی مصیبت میں مبتلا نہ ہونا پڑے گا۔ (تفسیر الاتقان)۔
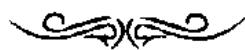
شہد ظاہری بیماریوں کے لئے شفاء ہے قرآن ظاہری و باطنی بیماریوں کیلئے شفاء ہے

عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالشفائین العسل و القرآن۔ برشما باد بہ استعمال و تعلق بدو شفا کہ یکے عسل است بحکم قول وے سبحانہ فیہ شفاءٌ للناس و دیگر قرآن کہ فرمود۔ وھدًی وّشفاءٌ لما فی الصدور۔ ولیکن عسل شفاء است از دردہائے ظاہر و قرآن از ظاہر و باطن و لہذا گفت ھدًی وّشفاء تفاوت دیگر نہ کرد در عسل فیہ شفاء گفت و قرآن را عین شفا خواندہ رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کتاب الطب والرقی)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر ضروری ہے کہ تم دو شفاؤں شہد اور قرآن سے استعمال اور تعلق قائم رکھو۔ کہ

اللہ سبحانہ نے یہ حکم دیتے ہوئے شہد کے لئے فرمایا: فیہ شفاءٌ للنّاس اور دوسری شفا قرآن کے بارے میں فرمایا۔ وھدی وشفاء لما فی الصدور لیکن شہد شفاء ہے ظاہری بیماریوں کے لئے اور قرآن ظاہری و باطنی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شہد کے بارے میں صرف فیہ شفاء للناس فرمایا، اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔ دوسرا کوئی تفاوت نہ کیا اور قرآن کو عین شفاء ظاہری و باطنی تمام امراض کے لئے شفاء فرمایا۔ کہ قرآن میں ہدایت اور جو سینوں میں (یعنی دلوں میں) ہے سب کے لئے شفا ہے''۔

ابن ماجہ اور دیگر محدثین علیہم الرحمۃ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم کو چاہیئے کہ تم دو شفاؤں کو لازم کر لو، شہد اور قرآن۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین دوا قرآن ہے۔ (تفسیر الاتقان از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وننزل من القرآن ما ھو شفاء

وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

(پ ۱۵ ع ۹)

اور ہم قرآن میں اُتارتے ہیں وہ چیز (سُورتیں اور آیتیں) جو ایمان والوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے۔ (کہ اس سے امراض ظاہرہ اور باطنہ ضلالت و جہالت وغیرہ دُور ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی صحت حاصل ہوتی ہے۔ اعتقادات باطلہ و اخلاق رذیلہ دفع ہوتے ہیں اور عقائدِ حقّہ و معارف الٰہیہ و صفاتِ حمیدہ و اخلاق فاضلہ حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ کتاب مجید ایسے علوم و دلائل پر مشتمل ہے جو وہمانی و شیطانی ظلمتوں کو اپنے انوار سے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ اور اس کا ایک ایک حرف برکات کا گنجینہ ہے جس سے جسمانی امراض اور آسیب دُور ہوتے ہیں) اور اس سے ظالموں کو (یعنی کافروں کو جو اس کی تکذیب کرتے ہیں)۔ نقصان ہی بڑھتا ہے''۔

نیز رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ۔ ''تم فرماؤ وہ (قرآن شریف) ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے''۔

کہ حق کی راہ بتاتا ہے، گمراہی سے بچاتا ہے، جہل وشک وغیرہ قلبی امراض سے شفا دیتا ہے اور جسمانی امراض کے لئے بھی اس کا پڑھ کر دم کرنا دفع مرض کے لئے مؤثر ہے۔ (خزائن العرفان)۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن وحسین کو دم کیا کرتے تھے

عن ابنِ عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعوّذ الحسن والحسین یقول اعیذکما بکلمات اللہ التامّۃ من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ ویقول ھٰکذا کان ابراھیم یعوّذ اسحاق و اسماعیل۔ (جامع ترمذی)۔

" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دم کیا کرتے اور یہ الفاظ فرماتے، تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان ضرر رساں چیز اور برائی پہنچانے والی آنکھ سے اس کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اور فرماتے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت

اسحاق اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو بھی اسی طرح دم کیا کرتے تھے۔

جس رقیہ، دم، جھاڑ پھونک۔ تعویذ میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں قطعاً جائز ہے

عن عوف بن مالك الاشجعي قال كنا نرقي فى الجاهلية۔ گفت بودیم ما کہ رقیہ میکردیم در ایام جاہلیت فقلنا۔ پس گفتیم ما۔ یارسول کیف ترىٰ فی ذلك چگونہ رائے میزنی دریں رقیہ کردن۔ یعنی چہ مے فرمائی کہ رقیہ کنیم یا نہ فقال۔ پس گفت آنحضرت۔ اعرضوا على رقاكم عرض کنید برمن رقیہہائے خودرا تا بہ بنیم کہ معانی آں چیست وکلید ایں ست کہ۔ لاباس بالرقی۔ باک نیست برقیہا۔ مالم یکن فیھا شرک مادام کہ نہ باشد درو ے چیزے کہ مستلزم شرک وکفر ست یعنی اسماء جن وشیاطین نہ باشد واز معانی آں کفر لازم نیاید ولہذا گفتہ اند کہ آنچہ معنی او معلوم نباشد رقیہ بہ آں نتواں کرد مگر آنکہ بہ نقل صریح از شارع آمدہ باشد۔ (رواہ صحیح مسلم)۔

ترجمہ: "حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، ہم زمانۂ جاہلیت میں رقیہ کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ اس رقیہ کرنے کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں کہ رقیہ کریں یا نہ، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے رُقیئے میرے حضور میں پیش کرو (یعنی جن الفاظ سے جھاڑ پھُونک کرتے ہو وہ مجھے سناؤ) تاکہ میں دیکھوں کہ ان کے معنی کیا ہیں اور کُلیہ (امر شرعی عمومًا) یہ ہے کہ جس رقیہ دم جھاڑ پھُونک میں شرک نہ ہو اس کے کرنے میں کوئی خوف نہیں جب تک اس میں ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے شرک وکُفر لازم آتا ہو۔ یعنی اس دم۔ جھاڑ پھُونک میں جن وشیاطین کے نام نہ ہوں اور اس کے معنوں سے کُفر لازم نہ آئے۔ اور اسی لئے علماء وفقہاء نے فرمایا کہ جن الفاظ کے معنی معلوم نہ ہوں، ان سے رقیہ نہیں کیا جاسکتا۔ مگر وہ رقیہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح حدیث سے منقول ہو وہ (علی الاطلاق) جائز ہے۔"
(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ۔ از شیخ محقق عبدالحق

محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ)۔

حرفِ آخر

بفضلہٖ تعالیٰ و بفضل رسولہٖ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم، نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی مکمل تردید بدلائل قاہرہ فقیر ابوالحسّان حکیم محمد رمضان علی قادری غفرلہٗ کی تالیف "راہِ ایمان" چار حصّوں میں پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمّد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حقیقت یہ ہے کہ اس قدر اہم اور اتنا بڑا کام فقیر راقم الحروف کے بس سے باہر تھا۔ یہ فقیر کی علمی بے بضاعتی، وسائل کی کمی اور مسائل کی کثرت، احباب اہلِ علم کا عدم تعاون۔ نہ کوئی مشیر نہ مددگار، اس کے علاوہ یہ مشکل درپیش کہ چوراسی (۸۴) سال کی عمر میں جسم بھی گوناں گوں امراض کا نشانہ کار۔

ان نامساعد حالات میں اللہ جلّ شانہٗ اور اس کے محبوب مکرم، نُورِ مجسم سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عاشق صادق

دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہمہ وقت جدوجہد کرنے والی مجاہدہ، بے دینوں، باطل پرستوں کی تردید و ابطال باطل کے لئے ہر دم سرگرم رہنے والی عالی مرتبت خاتون حضرت قبلہ شاہ افضل سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے جاری کردہ مشن کو بہ کمال جذبۂ ایمانی چلانے، ان کے فیوض و برکات تقسیم کرنے والی، ان کی قلندرہ حضرت رابعہ ثانی صاحبہ مدظلہا العالیہ نے فقیر کو نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ کی مکمل تردید لکھنے کے لئے فرمایا۔ تو چونکہ ان کی فرمائش فقیر کے نصب العین کے عین مطابق تھی۔ سر تسلیم خم کر دیا۔ اور نام نہاد تفسیر نجدیہ سعودیہ وہابیہ، جو سراسر تحریف و تلبیس اور ضلالت و رذالت کا پلندہ ہے، اس کا رد بطریق احسن تحریر کرنے کا آغاز کر دیا۔

اللہ عزّوجل کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے محبوب مکرم، نور مجسم، سرکارِ دو عالم محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کے طفیل جملہ اولیاء کرام علیہم الرحمتہ کے صدقے میں یہ انتہائی اہم، متبرک، افضل کام بخیر و خوبی مکمل کرا دیا ہے۔

فقیر حقیر، بارگاہِ رب العزت میں نہایت عاجزی

کے ساتھ دست بہ دعا ہے کہ وہ فقیر کی اس سعیٔ حقیر کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور اس کا اجر و ثواب حضرت شاہ افضل سرکار علیہ الرحمتہ اور ان کی قلندرہ حضرت رابعہ ثانی صاحبہ مدظلہا العالیہ کو عطا فرمائے کہ ان ہی کی نظرِ کرم اور کریمانہ امداد سے یہ متبرک کام پایۂ تکمیل تک پہنچا ہے۔

و نیز فقیر راقم الحروف کی نجات کا ذریعہ بنائے۔

اللّٰھم اغفرلی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنات الاحیاء منہم والاموات۔ یوم یقوم الحساب۔ (آمین)

مولای صلِ وسلم دائمًا ابدًا
علیٰ حبیبك خیر الخلق کلّھم

فقیر ابو الحسان حکیم محمد رمضان علی قادری غفرلہٗ
مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ بروز سوموار
مطابق ۸ مئی ۲۰۰۶ء